جمادی الاولیٰ 1438ھ
بمطابق
فروری 2017ء

درسِ قرآن

ہمارے مسائل کا حل توبہ ہے اور توبہ ہے کیا؟

پیشوائے اہلسنت، استاذ العلماء، پیر محمد افضل قادری

درسِ حدیث

حضور ﷺ کی شانِ اوّلیّت

حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں

مولانا محمد افضال حسین نقشبندی

کیا لفظ "عشق" کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کرنا جائز ہے

مولانا محمد افضال حسین نقشبندی

تعلیم نسواں

مولانا محمد نواز قادری اشرفی

دار الافتاء

- مسجد کی بالائی منزل میں جماعت کا اہتمام کرنا
- حق مہر کی اقل مقدار
- اقل مقدار سے بھی کم حق مہر مقرر کرنا

مفتی محمد عبد السلام ہاشمی نقشبندی

شرح سلام رضا

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مولانا شہزاد احمد مجددی چوراہی

حق و باطل کے افکار و کردار کی پہچان

ابو حنظلہ محمد عمران معراج نافع القادری

اداریہ

کیا مسجدوں کے امام اس معاشرے کا حصہ نہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ
لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علم و تحقیق کا شاہکار شاندار مجلہ

الصلوٰۃ والسلام علیک وعلیٰ آلک واصحابک سیدی یارسول اللہ

ماہنامہ اہلسنت INTERNATIONAL گجرات پاکستان

جمادی الاولیٰ 1438ھ بمطابق فروری 2017ء

تحفظ مقام مصطفیٰ کا نقیب
اور نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کا علمبردار

حسنِ ترتیب

قیمت فی شمارہ	زر سالانہ	U.K	U.S.A
30 روپے	360 روپے	20 پاؤنڈ سالانہ	40 ڈالر سالانہ

عرب امارات
100 درہم سالانہ

پبلشر محمد مسعود قادری مطبع سلیمان تیمور مقام اشاعت الجامعۃ الاشرفیہ علی مسجد مرکزی گجرات

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: دفتر ماہنامہ "اہلسنت" الجامعۃ الاشرفیہ علی مسجد مرکزی گجرات

حمد و نعت

جب گروں میں تو کوئی مجھ کو اُٹھا دیتا ہے
یہ تصور تیری ہستی کا پتا دیتا ہے

جان و دل ہوش وخرد تیری عطائیں مولیٰ
سب جہانوں کو ترا حسن جِلا دیتا ہے

تیری قدرت کے ہیں ہر سمت سہانے منظر
اپنی عظمت پہ گواہی تو بجا دیتا ہے

ڈالیاں جھومتی ہیں تیری ثنا خوانی میں
پتا پتا تیری مدحت کی ہوا دیتا ہے

جز ترے بگڑی بنا سکتا ہے کس کی کوئی
ہاں مگر تو ہی جسے اذنِ عطا دیتا ہے

کیا ہی اعزاز ہے کیا میرا نصیبا یارب
اپنا محبوب مجھے راہ نما دیتا ہے

تیری تمجید مرے لب پہ ہو ہر دم جاری
دلِ مجبورؔ ترے در پہ صدا دیتا ہے

(جل جلالہ)

کیا بات ہے اُس شاں کرم جود وسخا کی
ہر چیز طلب سے ہے مجھے پہلے عطا کی

یہ جان یہ ایمان یہ قرآن وہدایت
ہم پر یہ کرم آپ کا رحمت ہے خدا کی

کیا سمجھے بھلا کوئی بشر آپ کا رتبہ
پتھر ہیں پڑے عقل یہ بنیاد ہے خاکی

ہے آپ کے انوار سے ہر سمت اُجالا
ہے آپ کے فیضان سے توقیر وفا کی

یہ جراَتِ اظہار بھی ہے آپ کا احساں
بندوں میں وگرنہ تھی کہاں سوچ رسا کی

ہے آپ سا دُنیا میں کہاں کوئی حق آگاہ؟
پیغام یہ دیتی ہے ہر اک موج صبا کی

چاہوں میں شفاعت کیلئے آپ کا دامن
مجبورؔ سدا میں نے یہی حق سے دُعا کی

(صلی اللہ علیہ وسلم)

سید عارف مجبور رضوی

کیا مسجدوں کے امام اس معاشرے کا حصہ نہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کسی کا جنازہ پڑھانا ہو، مولوی صاحب کو بلاؤ، قرآن خوانی کرانی ہو، مولوی صاحب کو بلاؤ، کسی نومولود بچے کے کان میں اذان دینی ہے مولوی صاحب کو بلاؤ۔ کسی کا نکاح پڑھوانا ہے تو مولوی صاحب کو بلاؤ۔ ہم مولوی صاحب کی عزت تو بہت کرتے ہیں لیکن تنخواہ اتنی نہیں دیتے، جس سے وہ معاشرے میں باوقار طریقے سے زندہ رہ سکیں، اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ بھر سکیں، بیماری کی صورت میں کسی اچھے ہسپتال میں علاج کروا سکیں، کسی معیاری تعلیمی ادارے میں اپنے بچوں کو تعلیم دلوا سکیں۔

یہی وجہ ہے کہ مولوی صاحب کے بچے مولوی تو بن سکتے ہیں، انجینئر، سائنس دان، سرکاری افسر، بننا ان کے مقدر میں نہیں ہوتا۔ میں جس مسجد (اللہ کی رحمت) میں نماز ادا کرتا ہوں، اس مسجد کے امام (قاری اقبال عارف) بہت نفیس انسان، اعلیٰ پائے کے عالم دین، بہترین مقرر، حافظ قرآن اور قاری بھی ہیں۔ وہ باکمال اور بے داغ کردار کے حامل نیک سیرت انسان ہیں۔ وہ امام، خطیب، موذن اور مسجد کے خدمت گار بھی ہیں۔ ان اہم ترین ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے والے صاحب علم و دانش شخص کو امامت کے فرائض انجام دینے پر صرف ۱۳ ہزار تنخواہ ملتی ہے۔ اس سے زیادہ تنخواہ تو حکومت نے مزدور کی مقرر کر رکھی ہے۔ بلکہ ڈرائیور ۲۰ ہزار سے زائد تنخواہ وصول کرتے ہیں جن کے لیے تعلیم کی کوئی قید نہیں۔ کیا ہمارا معاشرہ اپنے امام کو ایک مزدور سے بھی کمتر تصور کرتا ہے۔ امام کے مصلے پر صرف وہی شخص کھڑا ہو سکتا ہے جو شخص نبی کریم جیسی صفات کا حامل ہو۔ دوسرے لفظوں میں سب سے بہترین شخص کو امام بنایا جاتا ہے لیکن اس صاحب علم و دانش اور اعلیٰ ترین شخص کو ہم کم ترین اور ان پڑھ افراد سے بھی کم تنخواہ دیتے ہیں۔

یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ خطیب اور امام بننے کے لیے بچپن سے جوانی تک دینی مدرسوں کے تنگ و تاریک حجروں اور ٹھنڈے فرش پر پھٹی پرانی دریوں اور گرمیوں میں بغیر پنکھوں کے زندگی گزارنی پڑتی ہے۔

انتہائی ناساعد حالات میں عربی، فارسی اور اردو کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ تیس پاروں پر مشتمل قرآن پاک، اس کی تفسیر، حدیث نبوی، فقہ، تجوید جیسے مشکل مضامین کو بھی ازبر کرنا پڑتا ہے۔ امام مسجد اور عالم دین بننا آسان نہیں کہ ہر کوئی بن جائے۔ امام کی نسبت سکول ٹیچر بننا نہایت آسان ہے لیکن ٹیچر کی تنخواہ امام مسجد یا دینی مدرسے کے استاد سے پانچ گنا زیادہ ہے۔ اس وقت بھی ایک عام ٹیچر کی تنخواہ ۵۰ سے ۷۰ ہزار روپے تک ہے۔ جبکہ امام صاحب اور دینی مدرسے کے سینئر ترین استاد کو بمشکل آٹھ سے بارہ ہزار روپے ہی بطور تنخواہ ملتے ہیں۔ ٹیچر کو ریٹائرمنٹ کے بعد تاحیات تنخواہ کا ۷۵ فیصد پنشن ملتی ہے اور سرکاری ہسپتالوں میں مفت علاج کی سہولت بھی۔ لیکن امام صاحب اگر بوڑھے ہو جائیں یا کسی بیماری کی وجہ سے معذور ہو کر امامت کے قابل نہ رہیں تو انہیں اپنا اور بیوی بچوں کا پیٹ بھرنے کے لیے بھیک مانگنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ خدانخواستہ اگر موت

واقع ہو جائے تو حکومت سمیت کوئی ادارہ ان کے بیوی بچوں کے سر پر ہاتھ رکھنے کو تیار نہیں ہوتا گویا دینی مدرسوں کے اساتذہ ہوں یا امام مسجد ہر جگہ معاشرے اور حکومت کے بے رحمانہ رویے کا شکار رہتے ہیں۔ خطیب حضرات ہوں یا پرائیویٹ اداروں کے ملازمین کسی کے نصیب میں نہ تو اچھی تنخواہ ہے اور نہ ہی پنشن اور علاج کی سہولت۔

کیا خطیب حضرات اور دینی مدرسوں کے اساتذہ کے بیوی بچے نہیں ہوتے، کیا ان کی خواہش نہیں ہوتی کہ رہنے کے لیے ایک خوبصورت گھر ہو۔ کیا ان کا دل نہیں چاہتا کہ ان کے بچے بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے انجینئر، ڈاکٹر اور جرنیل بنیں۔

یہ کہنے میں ذرا بھی عار محسوس نہیں ہوتی کہ جو لوگ دین کی خدمت اور اسلام کی تبلیغ کا راستہ اختیار کرتے ہیں وہ سراسر خسارے کا سودا کرتے ہیں۔ اگر وہ مولوی بننے کی بجائے پراپرٹی ڈیلر ہی بن جائیں تو ان کے پاس بھی بہترین کوٹھی بنگلے، تین تین بیویاں اور لینڈ کروز بھی آسکتی ہے۔

دوسرے لفظوں میں دین کی تبلیغ اور ترویج کا راستہ اختیار کرنا ہی ان کا حقیقی جرم بنا دیا گیا ہے۔ کیا ان کی جائز ضرورتیں، خواہشات کو پورا کرنا حکومت اور معاشرے کا فرض نہیں۔ کیا حجروں کی شکل میں اندھیری اور تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں زندگی بسر کرنا ہی ان کا اور ان کے بچوں کا مقدر بنا دیا گیا ہے، انہیں فقیروں کی طرح لوگوں کے خیراتی ٹکڑوں پر پلنے کے لیے کیوں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ کیا انہیں اپنی امامت بچانے کے لیے معاشرے کے ہر فرد کا غلام نہیں بننا پڑتا۔

افسوس تو اس بات کا ہے کہ ہم میں سے ہر شخص یہی سمجھتا ہے کہ ان کو تو آسمان سے ہی حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی قوم کی طرح من و سلویٰ اترتا ہو گا جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ انگریزوں نے دانستہ امام مسجد کی تنخواہ خاکروب کے برابر مقرر کر کے اسلام سے اپنی نفرت کا اظہار کیا تھا، انگریز تو چلے گئے لیکن اب بھی ہم بحیثیت مسلمان اپنے امام کو ان کا حقیقی مقام دینے کو تیار نہیں۔ میں سمجھتا ہوں امام ہو یا خطیب، حافظ قرآن ہو یا دینی مدرسوں کے استاد۔ انہیں کم از کم سرکاری ٹیچر کے برابر پندرھویں اور سترھویں گریڈ کے برابر تنخواہ اور پنشن کی سہولت ضرور فراہم کی جائے تا کہ ان کو بھی معاشرے میں باوقار طریقے سے زندہ رہنے کا حق مل سکے۔

سعودی عرب اور ایران کی طرح مسجدیں اور مدارس محکمہ اوقاف اپنی تحویل میں لے کر آئمہ کرام اور اساتذہ کرام کی سنیارٹی لسٹ تیار کرے اور تعلیمی اہلیت کے مطابق سرکاری ملازمین ڈیکلیئر کر کے انہیں ہر وہ سہولت فراہم کی جائے جو سرکاری ملازمین کو دوران ملازمت یا ریٹائرمنٹ کے بعد دی جاتی ہے۔ (بشکریہ نوائے وقت)

ہمارے مسائل کا حل توبہ ہے اور توبہ ہے کیا؟

پیشوائے اہلسنت، استاذ العلماء، پیر محمد افضل قادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰهِ تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا عَسٰی اللّٰهُ اَنۡ یُّکَفِّرَ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ وَیُدۡخِلَکُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ۔"[1]

"اے ایمان والو! اللہ کی بارگاہ میں ایسی توبہ کرو جس میں خلوص ہو۔ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے مٹا دے اور تمہیں جنتوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، داخل فرما دے۔"

توبہ کے ۴ ارکان ہیں:

۱: گناہ کا اعتراف۔

۲: شرمندگی اختیار کرنا۔

۳: آئندہ گناہ نہ کرنے اور اطاعت گزار بننے کا پختہ ارادہ کرنا۔

۴: اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے جن حقوق میں کوتاہی کی اگر شرع شریف میں اس کا نقصان پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہو تو وہ نقصان پورا کرنا۔

جیسا کہ فرض واجب نمازوں، روزوں، زکوٰۃ وغیرہ کی قضا لوگوں کے قرضوں اور حقوق کی ادائیگی یا معافی کا حصول وغیرہ، قاتل کے لئے قصاص دینا اور اگر اولیاء مقتول راضی ہو جائیں تو دیت یا معافی حاصل کرنا۔

توبہ کے بغیر حج سے بھی گناہ معاف نہیں ہوتے:

عام لوگوں کا خیال ہے کہ حج کرنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں حالانکہ سب جانتے ہیں کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کی قضا حاجی کے لئے بھی فرض ہے اسی طرح لوگوں کے حقوق بھی حاجی سے ساقط نہیں ہوتے لہذا حاجی کے لئے بھی پُرخلوص توبہ لازم ہے اور گناہوں کی بخشش بھی اسی صورت میں ہے۔

حکمرانو! وقت ہے توبہ کرلو:

مسلمانوں کی ذلت ورسوائی تمہاری وجہ سے ہے تم نے مردار دنیا کے لئے دین فروشی کی، دشمنانِ اسلام کے غلام اور ایجنٹ بنے، مسلمانوں پر ظلم کی انتہا کی اور اپنی آخرت کو برباد کر کے عذابِ جہنم کے حق دار بن رہے ہو۔ ابھی توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا توبہ کرلو اسی میں تمہاری اور امتِ مسلمہ کی خیر ہے۔

دین فروش اور ملک دشمن پاکستانی حکمرانو!:

امریکی صدر ٹرمپ نے کہا ہے "اسلامی انتہا پسندی، اسلامی شدت پسندی اور اسلامی دہشت گردی جڑ سے ختم کروں گا" اس سے پہلے امریکی پادری ٹیری جونز نے قرآن مجید کو انتہا پسند کتاب قرار دے کر آگ سے جلایا۔

---بقیہ صفحہ ۱۵ پر---

[1] "تحریم": ۸۔

حضور ﷺ کی "شانِ اوّلیت"

حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں

مولانا محمد افضال حسین نقشبندی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ رب العزت نے رحمت دو عالم ﷺ، نور مجسم، شفیع معظم جان کائنات اور سرور کائنات حضور نبی کریم ﷺ کو ایسے خصائص مطہرہ منورہ اور معظمہ سے سرفراز فرمایا ہے کہ ان خصائص و امتیازات میں حضور ﷺ کا کوئی ثانی و ہمسر نہیں ہے آپ کے خصائص مبارکہ قرآن وسنت میں بیان ہوئے ہیں جن کے فہم سے ہماری عقل نارسا عاجز ہے۔

حضور ﷺ کے خصائص و امتیازات میں ایک خصوصیت و امتیاز حضور ﷺ کی "شان اولیت" ہے اس مختصر مضمون میں حضور ﷺ کی اسی خصوصیت و امتیاز پر بات ہوگی ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مختصر نامکمل تحریر کو میرے لیے ذریعہ نجات بنائے آمین ثم آمین۔

۱: قبر مطہرہ سے ظہور میں اوّلیت:

روز قیامت سب سے پہلے حضور ﷺ کی قبر مطہرہ شق ہوگی اور حضور ﷺ ہی کل مخلوق میں سے پہلے اپنی قبر مطہرہ سے ظہور فرمائیں گے۔

۱: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ حضور پرنور، شافع یوم النشور، منزہ عن کل عیب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"حدثنی ابو هریرة قال قال رسول الله ﷺ انا سید ولد آدم یوم القیامة واول من ینشق عنه القبر۔"(۱)

"حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ: حضور ﷺ نے فرمایا: میں ساری اولادِ آدم کا سردار ہوں، سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور میں سب سے پہلے باہر آؤں گا۔"

۲: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عن انس بن مالک قال: قال رسول اللہ ﷺ: انا اول الناس خروجا اذا بعثوا"۔ (۲)

"جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا (قبروں میں سے) تو سب سے پہلے میں (اپنی قبر مطہرہ سے) باہر آؤں گا۔"

۱: المسلم :الصحیح، کتاب الفضائل، باب تفضیل نبینا ﷺ علی جمیع الخلائق الرقم :۵۹۴۰ص:۱۰۰۸، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔ ابی داؤد :السنن، کتاب السنة،باب فی التخییر بین الانبیاء علیهم السلام الرقم :۴۶۷۳ص:۹۲۵مطبوعہ دارالسلام للنشرو التوزیع الریاض ۔احمد بن حنبل :المسند الرقم :۱۰۹۱۴، جلد:۷، ص:۵۲۵، مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ مصر ۔التبریزی :مشکوۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین صلوات اللہ وسلامه علیه الفصل الاول ص:۵۱۱، مطبوعہ اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب بالمقابل آرام باغ کراچی۔ قاضی عیاض :الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، الباب الثالث الفصل الثامن :فی ذکر تفضیله فی القیامة بخصوص الکرامة جلد :۱، ص :۱۸۰، مطبوعہ وحیدی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور ۔ابن ابی شیبہ :المصنف، کتاب الاوائل، الرقم :۳۵۸۴۸، جلد:۷، ص:۲۵۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ بارون معاویہ :خصوصیات مصطفیٰ ﷺ جلد :۳، ص :۱۹۰ تا ص:۱۹۵، مطبوعہ دار الاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی۔

۲: الترمذی :الجامع الصحیح، ابواب المناقب عن رسول اللہ ﷺ باب :انا اول الناس خروجا اذا بعثوا، الرقم :۳۶۱۰، ص:۱۰۷۰، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔ التبریزی :مشکوۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین ﷺ الفصل الثانی، ص :۵۱۴، مطبوعہ اصح المطابع کارخانہ تجارت کتب بمقابل آرام باغ کراچی ۔دیلمی :المسند، ذکر اخبار جاءت عن النبی ﷺ فی مناقبه، الرقم :۱۱۷ جلد:۱، ص:۴۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ بیہقی :دلائل النبوة، باب ماجاء فی تحدث رسول اللہ ﷺ بنعمة الخ جلد:۵، ص:۴۸۴، مطبوعہ دار لکتب العلمیہ بیروت۔ قاضی عیاض :الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، الباب الثالث، الفصل الثامن :فی ذکر تفضیله فی القیامة بخصوص الکرامة جلد:۱، ص:۱۷۹، مطبوعہ وحیدی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور۔ السیوطی :الخصائص الکبری :باب (قوله ﷺ) فی ایمان بذہ الامة، جلد:۲، ص:۳۷۷، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور ۔ الهندی :کنز العمال، الفصل الثالث :فی فضائل متفرقه، کتاب الفضائل باب فضائل نبینا محمد ﷺ واسمائه وصفاته البشریة ---الخ الرقم :۳۱۸۷۵ جلد :۱۱، ص:۱۸۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۳: حضرت سیدنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"عن ابی سعید الخدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قال: قال رسول الله ﷺ: انا سید ولد آدم یوم القیامة ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی وانا اول من تنشق عنه الارض ولا فخر۔"(۳)

"حضرت سیدنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور اس میں کوئی فخر نہیں قیامت کے دن لوائے حمد میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں فخر نہیں کرتا اور تمام انبیاء کرام میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جس کے لئے (قبر سے باہر نکلنے کے) لئے زمین شق ہوگی اور میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا۔"

۲: پل صراط عبور کرنے میں اولیت:

۱: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی مکرم شفیع معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ویضرب الصراط بین ظهر انی جهنم فاکون اول من یجوز من الرسل بامیه۔"(۴)

"جہنم کے اوپر پل صراط رکھا جائے گا رسولوں میں سب سے پہلے اپنی امت کے ہمراہ میں اسے عبور کروں گا۔"

۲: امام بخاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنی الصحیح میں ایک روایت ان الفاظ سے بھی نقل کی ہے:

"ویضرب جسر جهنم قال رسول الله ﷺ: فاکون اول من یجیز۔"(۵)

"اور جب جہنم پر پل صراط رکھ دیا جائے گا حضور ﷺ نے فرمایا میں سب سے پہلے صراط کو عبور کروں گا۔"

ان احادیث طیبات سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ قیامت کے دن جب پل صراط لگے گا تو سب سے پہلے پل صراط کو عبور آپ ﷺ کریں گے۔

۳: باب جنت پر دستک میں اولیت:

جنت کے دروازے کو سب سے پہلے حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کھٹکھٹائیں گے اور آپ کیلئے ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا جیسا کہ درج ذیل احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے۔

۱: حضرت سیدنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"وانا اول من یقرع باب الجنة۔"(۶)

"سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔"

۲: حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہی مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

۳: الترمذی: الجامع الصحیح، ابواب تفسیر القرآن عن رسول الله ﷺ باب ومن سورة بنی اسرائیل، الرقم: ۳۱۴۸، ص: ۹۳۰، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔ ابن ماجہ: السنن، ابواب الزهد، باب ذکر الشفاعة الرقم: ۴۳۰۸، ص: ۷۹۰، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔ منذری: الترغیب والترہیب، فصل فی الشفاعة وغیر ها الرقم: ۱۰۲، جلد: ۴، ص: ۲۳۸، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔ قاضی عیاض: الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ، الباب الثالث، الفصل الثامن: فی ذکر تفضیلہ فی القیامة بخصوص الکرامة جلد ۱، ص: ۱۷۹، مطبوعہ وحیدی کتاب خانہ قصہ خوانی پشاور۔ احمد بن حنبل: المسند، الرقم: ۲۵۴۶، جلد: ۲، ص: ۴۸۸، مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ۔ التبریزی: مشکوة المصابیح، باب فضائل سید المرسلین ﷺ الفصل الثانی، ص: ۵۱۳، مطبوعہ اصح المطابع کارخانہ تجارت کتب بمقابل آرام باغ کراچی۔

۴: بخاری: الصحیح، کتاب الاذان، باب فضل السجود، الرقم: ۸۰۶، ص: ۱۳۰، ۱۳۱، کتاب التوحید، باب: قول الله تعالی: وجوہ یومئذ الی ربها ناظرة الرقم: ۷۴۳۷، ص: ۱۲۷۹، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔ منذری: الترغیب والترہیب من الحدیث الشریف، فصل: فی ذکر الحساب وغیرہ، جلد: ۴، ص: ۲۲۰، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔ التبریزی: مشکوة المصابیح، باب الحوض والشفاعة الفصل اول، ص: ۴۹۰، مطبوعہ اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب بالمقابل آرام باغ کراچی۔

۵: البخاری: الصحیح، الرقم: ۶۵۷۳، ص: ۱۱۳۷، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔

۶: "مسلم": الصحیح، کتاب الایمان، باب، فی قول النبی ﷺ انا اول الناس یشفع فی الجنة وانا اکثر الانبیاء تبعا الرقم: ۴۸۴ ص ۱۰۵ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔ احمد بن حنبل: المسند، جلد ۱ ص ۱۵۵ الرقم: ۱۳ مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ مصر۔ ابن حبان: الصحیح، الرقم: ۶۴۸۰، جلد: ۱۴، ص: ۴۰۱ مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت، لبنان۔ دیلمی: المسند، ذکر اخبار جاءت عن النبی ﷺ فی مناقبہ الرقم: ۱۱۸ جلد ۱ ص ۲۵، ۴۷ الرقم ۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان۔ دارمی: المسند، باب ما اعطی النبی ﷺ من الفضل الرقم: ۴۷ جلد: ۱، ص: ۳۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی۔ ابن ابی شیبہ: المصنف، کتاب الاوائل، الرقم: ۳۵۸۳۷ جلد ۷ ص ۲۵۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

"عن انس بن مالك قال :قال رسول الله ﷺ: اٰتی باب الجنة یوم القیامة ،فاستفتح فیقول الخازن : من انت؟ فاقول: محمد! فیقول: بك امرت لا افتح لا حد قبلك ۔"(۷)

"حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن جنت کے دروازہ پر آؤں گا اور اسے کھٹکھٹاؤں گا جنت کا پہرے دار خازن کہے گا آپ کون ہیں؟ پس میں جواب دوں گا کہ میں محمد ﷺ ہوں وہ کہے گا کہ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ سے پہلے جنت کا دروازہ کسی کے لئے بھی نہ کھولوں"۔

اس حدیث مبارکہ کہ ان الفاظ:

"فیقول: بك امرت لا افتح لا حد قبلك ۔"

"پس جنت کا پہرے دار خازن کہے گا کہ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ سے پہلے جنت کا دروازہ کسی کے لئے بھی نہ کھولوں"۔

اس سے ثابت ہوا کہ جنت کا دروازہ جن کے لیے اول کھلے گا وہ ہمارے حضور ﷺ ہیں ۔اس لحاظ سے بھی حضور ﷺ شانِ اولیت کے حامل ہیں۔

۴: افتتاح جنت میں اولیت:

"عن ابی هریرة رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قال: قال رسول الله ﷺ انا اول من یفتح باب الجنة ۔"(۸)

"حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :میں ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولوں گا (یعنی جنت کا افتتاح کروں گا")۔

اس حدیث مبارکہ سے حضور ﷺ کی جنت کے افتتاح فرمانے میں جو شانِ اولیت ظہور فرما ہوگی اس کا واضح ذکر مبارک ہے۔ حضور ﷺ کا یوں ارشاد فرمانا کہ جنت کا سب سے پہلے دروازہ میں کھولوں گا اور اللہ تعالی کا قیامت کے دن جنت کا افتتاح نبی کریم ﷺ سے کروانا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ پوری کائنات میں مصطفی ﷺ جیسا کوئی نہیں ۔گویا اللہ تعالی اور نبی کریم ﷺ کی طرف سے ان بدبختوں کو واضح اشارہ دیا جا رہا ہے کہ ارے بدبختو! جب تمام انبیاء و رسل اور ملائکہ میں سے مصطفی کریم ﷺ جیسا کوئی نہیں تو تم کیا چیز ہو جو "مثلکم، مثلکم ۔مثلی مثلی" اور ہم جیسا کی رٹ لگاتے ہو (معاذ اللہ)

۵: دخول جنت میں اولیت:

۱: حضرت سیدنا عمرو بن انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وانا اول من یدخل الجنة یوم القیامة ولا فخر ۔"(۹)

"قیامت کے دن جنت میں داخل ہونے والا سب سے پہلا (شخص) میں ہوں گا اور مجھے اس بات پر کوئی فخر نہیں"۔

۲: حضرت سیدنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا :

"وانا اول من یحرك حلق الجنة فیفتح الله لی فیدخلنها ومعی فقراءُ المؤمنین ولا فخر ۔"(۱۰)

۷.مسلم :الصحیح ، کتاب الایمان، باب فی قول النبی ﷺ انا اول الناس یشفع فی الجنة وانا اکثر الانبیاء تبعا، الرقم :۴۸۶ص ۱۰۶ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔ابو عوانه :المسند، الرقم :۴۱۸جلد ۱ ص ۱۳۸ مطبوعہ دار المعرفة بیروت۔ابن حبان :الصحیح، الرقم :۶۴۸۱ جلد ۱۴ ص ۴۰۱ مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت۔ابن ابی شیبة :المصنف ، کتاب الاوائل، الرقم :۳۵۸۴۳ جلد ۷ ص ۲۵۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ابو یعلی :المسند، الرقم :۳۹۶۴ جلد ۷ ص ۴۹ مطبوعہ دار المأمون للتراث دمشق۔التبریزی: مشکوة المصابیح، باب فضائل سید المرسلین ﷺ، الفصل الاول ص ۵۱۱ مطبوعہ اصح المطابع کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی۔

۸.منذری :الترغیب والترہیب من الحدیث الشریف، باب الترغیب فی کفالة الیتیم ورحمته، والنفقة علیه والسعی علی الارملة والمسکین جلد ۳ ص ۲۳۶ مطبوعہ مکتبہ رشدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔دیلمی :المسند، باب الالف، ذکر حدیث الاوائل الرقم :۵۷ جلد ۱ ص ۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

۹.دارمی :السنن، المقدمة، باب ما اعطی النبی ﷺ من الفضل الرقم ۵۲ جلد ۱ ص ۴۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ بمقابل آرام باغ کراچی۔الهندی :کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل نبینا محمد۔۔۔الخ الرقم ۳۲۰۴۵ جلد ۱۱ ص ۱۹۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۱۰.ترمذی :الجامع الصحیح، ابواب المناقب عن رسول الله ﷺ باب سلو الله لی الوسیلة الرقم :۳۶۱۲ ص ۱۰۷۱ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔التبریزی :مشکوة المصابیح، باب فضائل سید المرسلین ﷺ الفصل الثانی ص ۵۱۳۔۵۱۴ مطبوعہ اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی۔ہارون معاویہ :خصوصیاتِ مصطفی ﷺ جلد ۳ ص ۵۱۲ مطبوعہ دار الاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی۔

"سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے والا بھی میں ہی ہوں اللہ تعالیٰ میرے لئے اسے کھولے گا اور مجھے اس میں داخل فرمائے گا میرے ساتھ فقیر وغریب مومن ہوں گے اور میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا۔"

۳: خلیفہ دوم، امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ان الجنة حرمت علی الانبیاء کلھم حتی ادخلھا وحرمت علی الامم حتی تدخلھا امتی۔"(۱۱)

"بے شک جنت تمام انبیاء علیہم السلام پر حرام کردی گئی ہے جب تک میں اس میں داخل نہ ہوں اور تمام امتوں پر اس وقت تک حرام ہے جب تک میری امت اس میں داخل نہ ہو۔"

۶: روز قیامت بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریزی میں اولیت:

روز قیامت بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریزی کرنے کا شرف اولین محبوب خدا، شفیع روز جزا، پشت پناہ ہر بے نوا، احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کو حاصل ہوگا جس پر بطور دلیل یہ روایت پیش خدمت ہے:

"عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال :قال رسول اللہ ﷺ انا اول من یؤذن لہ بالسجود یوم القیامة۔"(۱۲)

"قیامت کے روز سب سے پہلے مجھے ہی سجدے کی اجازت ہوگی۔"

۷: بارگاہ خداوندی میں سجدہ سے سر اٹھانے میں اولیت:

بارگاہ خداوندی میں سجدہ سے سر اٹھانے میں بھی شرف اولیت نبی کریم ﷺ کو حاصل ہے جیسا کہ اس حدیث طیبہ میں ذکر ہے حضور ﷺ کا ارشاد گرامی قدر ہے:

"انا اول من یؤذن لہ ان یرفع رأسہ۔"(۱۳)

"سب سے پہلے مجھے ہی (سجدہ سے) سر اٹھانے کی اجازت دی جائے گی۔"

۸: ابتداء شفاعت میں شرف اولیت:

روز قیامت جب سب لوگ خاموش کھڑے ہوں گے اور کسی کا کوئی پرسان حال نہ ہوگا اس وقت سب سے پہلے گناہوں کی مغفرت اور عذاب سے چھٹکارے کیلئے ہمارے نبی کریم ﷺ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیں گے ذیل میں صرف وہ احادیث مبارکہ پیش کی جائیں گی جن میں روز قیامت حضور ﷺ کے سب سے پہلے شفاعت فرمانے کا صراحت سے ذکر موجود ہے۔

۱: "عن انس بن مالک قال :قال رسول اللہ ﷺ: انا اول الناس یشفع فی الجنة۔"(۱۴)

"حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تمام لوگوں میں وہ پہلا شخص ہوں جو جنت میں شفاعت کرے گا۔"

۱۱: الھندی :کنز العمال ، کتاب الفضائل باب فضائل نبینا محمد ﷺ جلد ۱۱ ص۱۸۷ الرقم :۳۱۹۵۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۔ہارون معاویہ :خصوصیاتِ مصطفی ﷺ جلد ۳ ص ۵۱۴ مطبوعہ دار الاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی۔

۱۲: منذری :الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف، الترغیب فی الوضوء واسباغہ الرقم :۶ جلد ۱ ص ۹۱ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ ۔ابن حبان :الصحیح، الرقم : ۱۰۴۹ جلد ۳ ص ۳۲۴ مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت، لبنان ۔احمد بن حنبل :المسند، الرقم :۲۱۷۳۶، ۲۱۷۳۴ جلد ۱۲ ص ۳۱۱۔۳۱۲ مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ مصر ۔الحاکم: المستدرک علی الصحیحین، کتاب التفسیر باب تفسیر سورة الحدید الرقم: ۳۷۴۳ جلد ۲ ص ۵۲۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۔السیوطی :الخصائص الکبری، باب اختصاصہ ﷺ بان امتہ الآخرون فی الدنیا الاولون یوم القیامة ۔۔۔الخ جلد ۲ ص ۳۹۲ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

۱۳: منذری :الترغیب والتربیب من الحدیث الشریف، الترغیب فی الوضوء واسباغہ الرقم :۶ جلد ۱ ص ۹۱ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ ۔ابن حبان :الصحیح، الرقم : ۱۰۴۹ جلد ۳ ص ۳۲۴ مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت، لبنان ۔احمد بن حنبل :المسند، الرقم :۲۱۷۳۴ جلد ۱۲ ص ۳۱۱۔۳۱۲ مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ مصر ۔السیوطی : الخصائص الکبری، باب اختصاصہ ﷺ بان امتہ الآخرون فی الدنیا الاولون یوم القیامة ۔۔الخ جلد ۲ ص ۳۹۲ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

۱۴: المسلم :الصحیح، کتاب الایمان، باب فی قول النبی ﷺ انا اول الناس یشفع فی الجنة ۔۔۔الخ الرقم ۳۳۰ ص ۱۰۵ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض ۔ابو یعلی : المسند، الرقم :۳۹۶۷ جلد ۷ ص ۵۱ مطبوعہ دار المأمون للتراث ، دمشق ۔منذری :الترغیب والتربیب ،کتاب البعث واھوال یوم القیامة، فصل فی شفاعة وغیرھا جلد ۴ ص ۲۳۹ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔

۲: حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے ہی ایک روایت ان الفاظ سے بھی مروی ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"انا اول شفیع فی الجنة۔"(۱۵)

"سب سے پہلے میں جنت میں شفاعت کروں گا۔"

۳: امام دیلمی رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ (المتوفی ۵۰۹ھ) نے حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے ان الفاظ میں مروی روایت نقل فرمائی ہے۔

حضور جانِ ایمان وروحِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"انا اول شفیع یوم القیامة۔"(۱۶)

"روز قیامت سب سے پہلے شفاعت میں کروں گا۔"

۴: حضرت حسن بصری رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ سے مرسلاً مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"انا اول من تنشق عنه الارض واول شافع۔"(۱۷)

"سب سے پہلے مجھ سے زمین شق ہوگی اور میں ہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں۔"

۹: قبولیت شفاعت میں اولیت:

روز قیامت سب سے پہلے جو ہستی شفاعت کرے گی یا جس ہستی کو سب سے پہلے شفاعت کرنے کا اذن ملے گا وہ صرف اور صرف ہمارے آقا و مولیٰ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفی ﷺ کی پاک و مطہر ہستی ہے جس کا ذکر احادیث مبارکہ سے اوپر کیا جا چکا ہے اب وہ احادیث طیبات پیش کی جا رہی ہیں جن میں سے ایک بات کی صراحت ہے کہ ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت قبول بھی سب سے پہلے کی جائے گی: ملاحظہ ہو:

۱: حضرت سیدنا ابن عباس رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی مکرم شفیع معظم ﷺ نے فرمایا:

"انا اول شافع واول مشفع یوم القیامة ولا فخر۔"(۱۸)

"قیامت کے دن میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی اور میں یہ فخر سے نہیں کہتا۔"

۲: "حدثنی ابو هريرة رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قال: قال رسول الله ﷺ انا سيد ولد آدم يوم القيامة واول من ينشق عنه القبر واول شافع واول مشفع۔"(۱۹)

"حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ساری اولاد آدم کا سردار ہوں سب سے پہلے مجھ سے زمین شق ہوگی میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔"

۱۰: عالم ارواح میں "بلیٰ" فرمانے میں "اولیت":

عالم ارواح میں تین میثاق ہوئے تھے ان میں سے ایک میثاق کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں کیا ہے:

"واذاخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذریتهم واشهدهم علی انفسهم الست بربکم قالوا

۱۵: المسلم: الصحیح، کتاب الایمان، باب: فی قول النبی ﷺ انا اول الناس یشفع فی الجنة ۔۔۔ الخ الرقم: ۳۳۲ص ۱۰۶ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔ ابن ابی شیبه: المصنف: کتاب الاوائل الرقم: ۳۵۷۹۹ جلد ۷ص ۲۵۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ احمد بن حنبل: المسند، الرقم: ۱۲۳۵۹، جلد ۸ص ۲۶۹ مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ۔

۱۶: دیلمی: المسند، ذکر اخبار جاءت عن النبی ﷺ فی مناقبه، الرقم: ۱۲۱ جلد ۱ ص ۴۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

۱۷: ابن ابی شیبہ: المصنف، کتاب الاوائل، الرقم: ۳۵۸۴۸ جلد ۷ص ۲۵۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۱۸: الترمذی: الجامع الصحیح، ابواب المناقب عن رسول الله ﷺ، باب: سلوا الله لی الوسیلة الرقم: ۳۶۱۶ص ۱۰۷۱ مطبوعہ دار السلام للنشر و التوزیع الریاض۔ ابن ماجه: السنن، ابواب الزہد، باب: ذکر الشفاعة، الرقم: ۴۳۰۸ص ۷۹۰ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔ دارمی: السنن، المقدمة، باب ما اعطی النبی ﷺ من الفضل الرقم: ۴۹ جلد ۱ ص ۴۰ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی۔

۱۹: المسلم: الصحیح، کتاب الفضائل، باب تفضیل نبینا ﷺ علی جمیع الخلائق الرقم: ۵۹۴۰ص ۱۰۰۸ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔ ابو داؤد: السنن، کتاب السنة، باب فی التخییر بین الانبیاء علیہم السلام الرقم: ۴۶۷۳ص ۹۲۵ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔ ابن ابی شیبہ: المصنف، کتاب الاوائل الرقم: ۳۵۸۳۸ جلد ۷ص ۲۵۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ احمد بن حنبل: المسند، الرقم: ۱۰۹۱۴ جلد ۷ص ۵۲۵ مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ مصر۔

بلی شھدنا ان تقولوا یوم القیمة انا کنا عن ھذا غفلین۔"(۲۰)

"اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولا دآدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انھیں خود ان پر گواہ کیا، کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی"۔(۲۱)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ سے پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"ان اللہ خلق آدم ثم مسح ظھرہ بیمینه فاستخرج منه ذریة فقال: خلقت ھؤلاء للجنة وبعمل اھل الجنة یعملون ثم مسح ظھرہ فاستخرج منه ذریة فقال :ھؤلاء للنار۔"(۲۲)

"آپ نے فرمایا اللہ تعالی نے حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَام کو پیدا کیا پھر داہنے ہاتھ (قدرت) سے انکی پشت کو ملا اور اس سے ان کی بعض اولا د(کی ارواح) کو نکالا اور فرمایا یہ جنت کے لئے پیدا کئے گئے اور اہل جنت کے عمل کریں گے پشت کو ملکر کچھ اور اولاد کو نکالا، فرمایا یہ جہنم کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور جہنمیوں کے کام کریں گے"۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے مروی روایت کے الفاظ کچھ یوں ہے:

"لما خلق اللہ آدم مسح ظھرہ فسقط من ظھرہ کل نسمة ھو خالقھا من ذریته الی یوم القیامة وجعل بین عینی کل انسان منھم وبیضا من نور ثم عرضھم علی آدم فقال: ای رب من ھؤلاء قال :ھؤلاء ذریتك۔"(۲۳)

"اللہ تعالی نے جب حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَام کو پیدا فرمایا تو ان کی صلب پر اپنا دست قدرت پھیرا چنانچہ آپکی پشت سے ہر وہ جاندار گر پڑا جسے اللہ تعالی نے قیامت کے دن تک آپ کی اولا دمیں پیدا کرنا تھا اور ان میں سے ہر ایک کی آنکھوں کے درمیان ایک چمک رکھی پھر انہیں حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَام کے سامنے پیش کیا حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَام نے عرض کیا اے پروردگار یہ کون ہیں اللہ تعالی نے فرمایا یہ تیری اولاد ہے"۔

جب اللہ تعالی نے تمام ارواح کو جمع کیا جو نسل بنی آدم سے قیامت کے دن تک دنیا میں پیدا ہونے والے تھے جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث میں صراحت سے ذکر ہوا ہے پھر اللہ تعالی نے ان سب کو روحوں کی شکل میں متشکل کیا اور ان کو قوت گویائی عطا کی پھر اللہ تعالی نے ان ارواح سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"الست بربکم۔"

"کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں"۔

تو سب ارواح خاموش تھیں سب سے پہلے جس ہستی نے کہا:

"بَلٰی۔"

"جی ہاں"۔

کہا وہ ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ہستی مطہرہ ہے۔

"عن سھل بن صالح الھمدانی قال: سالت ابا جعفر محمد بن علی کیف صار محمد ﷺ یتقدم الأنبیاء وھو آخر من بعث؟ قال :ان اللہ تعالی لما اخذ من بنی آدم من ظھورھم ذریاتھم واشھدھم علی

۲۰:پارہ :۹ سورۃ الاعراف آیت:۱۷۲۔

۲۱:"ترجمہ کنز الایمان"۔

۲۲:الترمذی :الجامع الصحیح، ابواب تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ باب ومن سورۃ الاعراف، الرقم :۳۰۷۵ ص ۹۰۷ مطبوعہ دار السلام للنشر و التوزیع الریاض۔ ابوداود : السنن، کتاب السنة، باب فی القدر، الرقم:۴۷۰۳ ص ۹۳۱ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔ الخازن :لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف بہ تفسیر خازن جلد ۲ ص ۱۵۴ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔

۲۳:الترمذی :الجامع الصحیح، ابواب تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ باب ومن سورۃ الاعراف الرقم:۳۰۷۶ ص ۹۰۸ مطبوعہ دار السلام للنشر و التوزیع الریاض۔ الخازن :لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف بہ تفسیر خازن، جلد ۲ ص ۱۵۵ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

انفسھم الست بربکم ؟کان محمد ﷺ اول من قال بلی۔"(۲۴)

"حضرت سہل بن صالح ہمدانی نے حضرت ابو جعفر محمد بن علی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے پوچھا کہ حضور ﷺ تمام انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام سے کس طرح مقدم ہیں؟ حالانکہ آپ ﷺ سب کے بعد مبعوث ہوئے تو انہوں نے جواب دیا اللہ تعالی نے جب بنی آدم کو ان (حضرت سیدنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام) کی پشت سے نکال کر ان سے وعدہ لیا اور ایک کو دوسرے پر گواہ بنا کر فرمایا "الست بربکم" اس وقت نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے جواب میں فرمایا "بلی" ایک روایت میں یوں آیا ہے :

"وقد ورد انه عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اول من قال بلی۔"(۲۵)

"اور تحقیق وارد ہوا ہے بے شک نبی کریم ﷺ نے (عالم ارواح میں) سب سے پہلے "الست بربکم ؟"کیا میں تمہارا رب ہوں) کے جواب میں فرمایا "بلی"۔(جی ہاں)

مہتمم مدرسہ تعلیم السلام اشرفیہ مولوی محمد اسلم دیوبندی نے "عالم ارواح میں سب سے اول بلی کہنا آنحضرت ﷺ کی خصوصیت ہے" سرخی قائم کر کے ثابت کیا ہے کہ عالم ارواح میں سب سے اول میں بلی حضور ﷺ نے فرمایا۔(۲۶)

نوٹ اس کتاب پر تقریظ دیوبندی "مفتی" عبدالشکور ترمذی نے لکھی ہے۔

دیوبندی مسلک کے پیر ذوالفقار احمد نقشبندی کے افادات کو دیوبندی مولوی محمد رضوان قریشی نے مرتب کیا ہے۔ان افادات میں "اول المقربین" سرخی کے تحت لکھا ہے:

"سابقہ انبیاء مقرب تھے اور اللہ کے حبیب ﷺ اول المقربین تھے چنانچہ جب اللہ تعالی نے میثاق لیا جس کا تذکرہ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالی نے عالم ارواح میں روحوں سے پوچھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو فرمایا:

"کان محمد ﷺ اول من قال :بلی۔"(۲۷)

"سب سے پہلے اللہ کے حبیب ﷺ نے "بلی" کا لفظ استعمال فرمایا۔"(۲۸)

(بیانات سیرت جلد اول ص ۱۱۲ عنوان بیان :"آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہاداری" ناشر مکتبہ الفقیر ۲۲۳ سنت پورہ فیصل آباد)

مولوی محمد ابراہیم دہلوی دیوبندی نے لکھا ہے:

"جب حق تعالی نے عہد لیا ہے کہ بنی آدم کے ارواح سے اور گواہ بنایا انہیں ان کی جانوں پر فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں اس وقت جناب محمد رسول اللہ ﷺ سب سے اول اقرار کرنے اور "بلی" کہنے والے تھے ازل میں سب سے اول جناب کے نور اور روح مبارک نے خداوند کریم کی خدائی کا اقرار کیا ہے۔کیونکہ آپ سب کے امام اور مقتدی تھے پہلے امام نے توحید الہی کا اقرار کیا پھر تمام انبیاء نے جو بمنزلہ مقتدی کے تھے اور اقرار اور "بلی" کہا۔"(۲۸)

۲۴:الزرقانی :شرح العلامۃ الزرقانی، المقصد الاول جلد ۱ ص ۶۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔قسطلانی :المواہب اللدنیۃ، المقصد الاول جلد اول ص ۳۷ مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور۔السیوطی :الخصائص الکبری، باب خصوصیۃ النبی ﷺ بکونہ اول النبیین فی الخلق وتقدم نبوتہ واخذ المیثاق علیہ جلد ۱ ص ۷ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

۲۵:ملا علی قاری :شرح الشفاء، جلد ۱ ص ۱۱۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

۲۶:شرف المصطفی فی خصائص احمد المجتبی ﷺ ص ۳۶، ۳۵ مطبوعہ شعبہ نشر واشاعت مجلس صیانۃ مسلمین مدرسہ تعلیم السلام اشرفیہ مدنی مسجد فورٹ عباس روڈ ہارون آباد ضلع بہاولنگر۔

۲۷:الخصائص الکبری 1/5

۲۸:احسن المواعظ، پہلا وعظ، نور محمدی ﷺ کا بیان ص ۵ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔

دارالافتاء

▪ مسجد کی بالائی منزل میں جماعت کا اہتمام کرنا
▪ حق مہر کی اقل مقدار
▪ اقل مقدار سے بھی کم حق مہر مقرر کرنا

مفتی محمد عبد السلام ہاشمی نقشبندی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مسجد کی بالائی منزل میں جماعت کا اہتمام کرنا

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد جو روڈ کے قریب واقع ہے نیا روڈ تعمیر ہونے کی وجہ سے مسجد تقریباً چھ فٹ گہرائی میں چلی گئی، مسجد کی دیواریں اور چھت بھی کمزور ہو چکا تھا اس مسجد کو گرا کر دو منزلہ تعمیر کی گئی ہے فی الحال مسجد کا فرش محلہ کی سطح کے برابر ہے آیا بلا عذر شرعی ہم پہلی جگہ جہاں ہم نے تقریباً تین سال نمازیں پڑھی ہیں اسے چھوڑ کر دوسری بالائی منزل پر جو نچلی مسجد کا چھت ہے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

السائل: بکر، گجرات

بِعَوْنِ الْعَلَّامِ الْمِنْعَامِ الْوَهَّابِ

الجواب

اصل مسجد فرشِ مسجد یعنی زمین ہوتی ہے جس پر عمارت بنائی جاتی ہے اور جس کی بقا تا قیامت ہے وہ وہی زمین ہی ہے۔ رہی عمارت تو وہ اس زمین کے تابع ہوتی ہے اور بالائی منزل، زیریں منزل کے تابع ہے۔ لہٰذا جب تک اصل مسجد یعنی زیریں منزل میں نماز کی ادائیگی سے کوئی عذر مانع نہ ہو وہاں ہی نماز کا اہتمام کرنا چاہئے اور بالائی منزل میں اہتمام جماعت سے احتراز چاہئے ہاں اگر نیچے گنجائش نہ رہے کہ منزل زیریں نمازیوں سے بھر جائے تو اس صورت میں نمازیوں کا بالائی منزل میں نماز ادا کرنے میں حرج نہیں۔

چنانچہ فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین احمد امجدی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ رقم طراز ہیں:

”جب مسجد دو منزلہ یا تین منزلہ ہو تو امام کو نیچے ہی نماز پڑھانا چاہئے نیچے جگہ رہتے ہوئے اوپر دوسری یا تیسری منزل پر نماز پڑھانا مکروہ ہے اسلئے کہ بلا ضرورت مسجد کی چھت پر چڑھنا جائز نہیں ہاں اگر نیچے جگہ نہ ہو تو اوپر نماز پڑھی جائے۔“

”ردالمحتار“ میں ہے:

”ثُمَّ رَأَيْتُ الْقُهُسْتَانِي نَقَلَ عَنِ الْمُفِيْدِ كَرَاهَةَ الصُّعُوْدِ عَلٰى سَطْحِ الْمَسْجِدِ...وَيَلْزَمُهُ كَرَاهَةُ الصَّلٰوةِ فَوْقَهُ۔“

”پھر میں نے دیکھا کہ امام قہستانی مفید سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے......اس سے لازم آتا ہے کہ مسجد کی چھت پر نماز مکروہ ہے۔“

اور ”فتاویٰ عالمگیری“ میں ہے:

”اَلصُّعُوْدُ عَلٰی سَطْحِ كُلِّ مَسْجِدٍ مَكْرُوْهٌ اَیْ اِذَا ضَاقَ الْمَسْجِدُ فَحِيْنَئِذٍ لَا يُكْرَهُ الصُّعُوْدُ عَلٰى سَطْحِهٖ لِلضَّرُوْرَةِ۔“

”کسی بھی مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے یعنی جب مسجد تنگ ہو تو پھر (نماز کیلئے) مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ نہیں ہے کیونکہ یہ ضرورت ہے۔“(۱)

فقط۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَرَسُوْلُهُ الْاَكْرَمُ صَلَّى

۱: ”فتاویٰ فقیہ ملت“ باب احکام المسجد، ۱/۱۹۵، شبیر برادز لاہور۔

اللهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ۔ کتبـــــــــــــــــہٗ

حق مہر کی اقل مقدار

الاستفتاء:

۱: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام اس مسئلہ میں کہ حق مہر کی کم از کم مقدار کیا ہے؟

السائل:
بلال، کھاریاں، گجرات

بِعَوْنِ الْعَلَّامِ الْمِنْعَامِ الْوَهَّابِ

الجواب

۱: حق مہر کی کم از کم مقدار خود نبی کریم ﷺ نے مقرر فرمادی ہے کہ اس سے کم جائز نہیں جبکہ زیادہ کی کوئی حد شرعاً مقرر نہیں کم از کم مہر دس درہم چاندی ہے۔ چنانچہ خود سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

"لَا مَهْرَ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ۔"(۲)

"مہر دس درہم سے کم نہیں۔"

"فتاوی عالمگیری" میں ہے:

"اَقَلُّ الْمَهْرِ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ مَضْرُوْبَةٌ اَوْ غَيْرُ مَضْرُوْبَةٍ۔"(۳)

"مہر کی کم از کم مقدار دس درہم (چاندی) ہے خواہ سکوں کی صورت میں ہو خواہ بغیر سکوں کے۔"

چونکہ موجودہ زمانہ میں سکوں کی صورت میں چاندی کا درہم ناپید و نایاب ہے لیکن اس کا وزن معلوم ہے لہٰذا مہر کی ادائیگی میں دس درہم چاندی کا وزن ہی معتبر ہوگا اور نقدی (رقم) کی صورت میں حق مہر کی ادائیگی کرنی ہو تو بھی ضروری ہوگا کہ وہ رقم مقررہ وزن چاندی کی موجودہ قیمت سے کم نہ ہو۔"

یہ بات طے شدہ نصابِ زکوٰۃ دو سو درہم چاندی کا وزن ساڑھے باون تولہ یعنی ۶۳۰ ماشہ ہے۔

لہٰذا اگر ۲۰۰ درہم چاندی کا وزن ۶۳۰ ماشہ ہے (۵۲۱/۲) تولہ

تو ۱۰ درہم چاندی کا وزن ۲۰۰×۶۳۰/۱۰=۳۱.۵ ماشہ

چونکہ ایک تولہ ۱۲ ماشہ کا ہوتا ہے لہٰذا ۳۱.۵ کو ۱۲ سے تقسیم کیا حاصل عدد ۲ تولہ ۲/۱۷ ماشہ (۲ تولہ ساڑھے سات ماشہ)

لہٰذا دس درہم چاندی کا وزن ۲ تولہ ۲/۱۷ ماشہ ہوا اور یہی مہر کی کم از کم مقدار ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں:

"مہر کم از کم دس درہم چاندی ہے یعنی دو تولے ساڑھے سات ماشے بھر یا یہاں کے روپے سے دو روپے پونے تیرہ آنے اور ایک پیسہ کے پانچویں حصے کے برابر۔"(۴)

یہ اس وقت کی بات ہے کہ اس وقت دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی کی قیمت دو روپے پونے تیرہ آنے اور ایک پیسہ کے پانچویں حصہ کے برابر بنتی تھی۔ پھر یہاں پاکستان میں ایک وقت ایسا گزرا ہے کہ مذکورہ وزن چاندی کی قیمت صرف ۳۲ روپے تھی اور آجکل چاندی ۱۲۰۰ روپے تولہ ہے تو دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی کی قیمت ۳۱۵۰ یعنی تقریباً ۳۲۰۰ روپے بنتی ہے اور یہ آجکل نقدی کی صورت میں مہر کی اقل مقدار ہے۔ یاد رہے اقل مہر جو شرع شریف نے مقرر فرمایا وہ مذکوہ بالا وزن کی چاندی ہے اس کی قیمت خواہ دو تین روپے ہو خواہ ۳۲ روپے یا ۳۲۰۰ روپے یا اس بھی زیادہ ہو جائے فقط۔ وَاللہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہُ الْاَکْرَمُ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ۔ کتبـــــــــہٗ

۳: "حاشیہ علی الهدایة" کتاب النکاح، باب المہر بحوالہ دار قطنی۔
۴: "کتاب النکاح" الباب السابع فی المہر، الفصل الاول فی بیان ادنی مقدار المہر الخ، ۳۰۲/۱، مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ۔
۵: "فتاویٰ رضویہ" کتاب النکاح، باب المہر، ۲۶۵/۱۱، رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

اقل مقدار سے بھی کم حق مہر مقرر کرنا

الاستفتاء:

۲: اگر مقدار اقل سے بھی کوئی شخص کم مہر مقرر کرے تو نکاح ہوجائے گا؟ یا نہیں؟ اور اگر انعقادِ نکاح کے وقت حق مہر کا ذکر ہی نہ کیا جائے صرف ایجاب و قبول ہوں تو نکاح کا کیا حکم ہوگا؟ اگر نکاح درست تو مہر کا کیا حکم ہوگا؟

السائل:

بلال، کھاریاں، گجرات

بِعَوْنِ الْعَلَّامِ الْمُنْعَامِ الْوَهَّابِ

الجواب

۲: اگر کوئی شخص اقل مہر سے بھی کم مہر پر نکاح کرے تو نکاح منعقد ہوجائے گا اور مہر کی اقل مقدار لازم ہوگی یعنی دس درہم چاندی یا اس کی قیمت اور اس نے مہر کا ذکر ہی نہ کیا تو بھی نکاح صحیح ہوگا اور مہر مثل لازم ہوگا۔

چنانچہ حضرت مولٰنا شیخ الاسلام امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی المتوفی ۵۹۳ھ رَحْمَةُاللہ تعالیٰ عَلَیْہِ رقم طراز ہیں:

"يَصِحُّ النِّكَاحُ وَاِنْ لَّمْ يُسَمِّ فِيْهِ مَهْرًا وَكَذَا اِذَا تَزَوَّجَهَا بِشَرْطِ اَنْ لَّا مَهْرَ لَهَا... وَلَوْ سَمّٰى اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةٍ فَلَهَا الْعَشَرَةُ عِنْدَنَا ـ" (۵)

"اگرچہ انعقادِ نکاح کے وقت مہر کا ذکر نہ کیا ہو نکاح صحیح ہے اسی طرح جب کسی شخص نے اس شرط پر عورت سے نکاح کیا کہ اس کا کوئی مہر نہیں ہوگا تو بھی نکاح صحیح ہے...... اور اگر اس نے دس درہم سے کم مقرر کیا تو بھی ہمارے نزدیک شرعاً اس کا مہر دس درہم ہی ہوگا۔"

امام موصوف آگے چل کر لکھتے ہیں:

"وَاِنْ تَزَوَّجَهَا وَلَمْ يُسَمِّ مَهْرًا اَوْ تَزَوَّجَهَا عَلٰى اَنْ لَّا مَهْرَ لَهَا فَلَهَا مَهْرُ مِثْلِهَا اِنْ دَخَلَ بِهَا اَوْ مَاتَ عَنْهَا ـ"

"اور اگر کسی شخص نے عورت سے نکاح کیا اور مہر کا ذکر نہ کیا یا اس شرط پر نکاح کیا کہ اس کے لئے کوئی مہر نہ ہوگا تو اس عورت کو مہر مثلی دیا جاجائے گا بشرطیکہ خاوند نے اس کے ساتھ ہم بستری کی ہو یا پھر خاوند فوت ہوجائے۔"

فقط۔ وَاللهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ وَرَسُوْلُهُ الْاَكْرَمُ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ۔

کتبہ

مفتی محمد عبدالسلام ہاشمی نقشبندی

دارالافتاء "الجامعۃ الاشرفیۃ" گجرات

بقیہ: (درس قرآن) ہمارے مسائل کا حل توبہ ہے۔۔۔

اور تم نے بھی نیشنل ایکشن پلان، 7ATA اور سائبر کرائمز بل میں اسی قسم کے الفاظ کو دہشت گردی قرار دے کر اسلام کے خلاف سازشیں کیں اور دشمنانِ اسلام کی ایماء پر بے حیائی و فحاشی پھیلائی، تعلیم سے جہاد اور اسلام کو نکالا اور اسلام کو ختم کرنے اور لادینیت پھیلانے کیلئے اسلام دشمنی کی انتہا کر دی۔

تمہاری توبہ یہ ہے کہ دشمنان اسلام سے رشوت لینا چھوڑ دو اور آج سے غیر ملکی مداخلت بند کر دو اور نظریہ پاکستان کے مطابق نظام مصطفیٰ کو اپنے آپ پر اور پاکستان میں نافذ کر دو۔

دنیادار مشائخ اور دین فروش علماء تم بھی توبہ کرلو:

تم نے شیطان اور شیطانی قوتوں سے دوستی قائم کر رکھی ہے۔ تم مردار دنیا کے لئے حق چھپاتے ہو، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تارک ہو اور افضل ترین جہاد "ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کی آواز بلند کرنا" سے ڈرتے ہو۔ تم ہی فسادِ امت کے سب سے بڑھ کر ذمہ دار ہو۔ توبہ کرلو۔ تمہاری توبہ یہ ہے کہ بدعقیدگی اور بدعملی چھوڑ کر مذکور بالا امراض قاتلہ سے توبہ کرلو اور سنت حسینی کا احیا کرو۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

۵: "ھدایۃ" کتاب النکاح، باب المھر۔

کیا لفظِ "عشق" کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کرنا جائز ہے

مولانا محمد افضال حسین نقشبندی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سوال:

کیا لفظ "عشق کی نسبت نبی پاک ﷺ کی طرف کرنا جائز ہے؟ ایک وہابی کہتا ہے حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

جواب:

سید الاولین و الآخرین، سید الانبیاء، رئیس الاتقیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات کے ساتھ محبت و عشق کا ہونا ایمان کی شرائط میں سے ہے اسی لئے اہل سنت نبی کریم ﷺ سے حد درجہ پیار اور والہانہ محبت (عشق) کرتے ہیں اور عاشق رسول اور عاشق شاہ بطحہ جیسے القابات کو اپنے لئے موجب فخر محسوس کرتے ہیں لیکن اس پر بھی وہابیوں کی اکثریت اور کئی دیوبندی بھی طرح طرح کے آوازے کستے نظر آتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ لفظ عشق کی نسبت سرکار کی طرف کرنا ناجائز ہے تو کوئی بدعت کہتا ہے اور کوئی لفظ عشق کا غلط مفہوم بیان کر کے اپنی خباثت اور شقاوتِ قلبی کا ثبوت فراہم کرتا ہے عشق کی نسبت نبی پاک ﷺ کی طرف کرنا بالکل جائز ہے

لفظ عشق کی تحقیق:

عشق کے لغوی معنی ہیں۔ حد سے بڑھ کر محبت کرنا، شدید محبت وغیرہ ہیں۔

ا: المنجد میں ہے:

"عشقه عشقاً وعشقاً ومعشقاً"۔

"بہت محبت کرنا، محبت میں حد سے بڑھ جانا، صفت مذکر عاشق۔"(۱)

۲: عِشق:

گہرا جذباتی لگاؤ، محبت، الفت۔(۲)

۳: عِشق:

(ع) مذکر! کسی شے کے ساتھ حد سے بڑھ کر محبت کرنا۔(۳)

۴: عِشق:

کسی شے سے بے حد محبت کرنا۔(۴)

۵: عِشق:

(مذ) محبت۔ دیوانگی کی حد تک پہنچی ہوئی محبت۔(۵)

۶: عِشق

(ع) مذکر کسی شے کے ساتھ حد سے بڑھ کر محبت کرنا۔(۶)

۱: "المنجد عربی اردو" ص: ۶۵۴، مطبوعہ دار لاشاعت کراچی۔

۲: (ع۔ش) ص: ۹۹۵، جہانگیر اردو لغت جامع ترین مطبوعہ جہانگیر بکس۔

۳: "نور اللغات" حصہ دوم، صفحہ: ۷۱۱، مولوی نور الحسن نیر اردو لغت مطبوعہ نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد۔

۴: "لغات فارسی مترجم" ص: ۵۸۲۔

۵: جامع نسیم اللغات اردو ص: ۷۹۷، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز پرائیویٹ لمٹیڈ پبلیشرز لاہور۔

۶: "جامع اردو لغات" از سید شباب الدین دسنوی ص: ۲۶۸، مطبوعہ بک شوروم بالمقابل اقبال لائبریری بک سٹریٹ جہلم پاکستان۔

۷: عِشق:

شدید محبت۔(۷)

۸: عَشِقَہ (س) عِشقاً وَعَشَقاً وَمَعْشَقاً:

بہت محبت کرنا،محبت میں حد سے بڑھنا صفت مذکر عاشق۔(۸)

۹: عِشق:

(مذکر) حد سے زیادہ محبت۔(۹)

۱۰: عِشق:

شدت محبت فریفتگی، والہانہ چاہت۔(۱۰)

لفظ عشق کا استعمال:

۱: عبدالرشید عراقی وہابی نے لکھا ہے:

"حدیث کے ساتھ ان (ابو القاسم سیف بناری) کو غیر معمولی محبت اور عشق تھا۔(۱۱)

مزید لکھا ہے کہ:

(ابو القاسم سیف بناری کو) نظریہ اہلحدیث سے تو عشق تھا۔(۱۲)

لفظ عشق کی نسبت نبی پاک ﷺ کیلئے خود وہابیوں کی کتب میں:

۱: وہابیوں کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے:

"دراصل یہ ناپسندیدہ القاب اسی عشق محمدی ﷺ کے کرشمے ہیں جس نے صحابہ کرام رِضْوَانُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْن کو عرب کے لوگوں سے صحابی کا لقب دلایا تھا۔"(۱۳)

۲: مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ہند کے اپنے وقت کے سیکرٹری عبدالعزیز نے لکھا ہے کہ:

"خداوند قدوس کی قوت انبعاث جس نے ہمیشہ مجددین کو مبعوث کیا پھر کار فرما ہوئی اور اس نے مولانا اسماعیل شہید۔۔۔ جیسے مصلحین ومجددین کو پیدا کیا۔۔۔۔ افغانستان جیسے جامد ملک میں عاشقانِ رسول اور رشیدایان سنت کی ایک ایسی جماعت پیدا کردی۔(۱۴)

۳: غیر مقلدین کے "ابو بکر غزنوی" نے لکھا ہے کہ:

بئر معونہ کے قصہ میں عامر بن طفیل (رئیس بن عامر) کے پاس حضور کا والاقامہ پیش کرنے والے عاشق رسول ﷺ حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے جب عامر بن طفیل نے نیزہ مارا اور وہ پار ہوگیا۔(۱۵)

("داؤد غزنوی" ص:۳۹، مطبوعہ فاران اکیڈمی لاہور۔)

۴: آل نجد کے امام العصر ابراہیم میر سیالکوٹی نے لکھا ہے:

"پس لازم ہے کہ طالب زیارت آنحضرت ﷺ کی عظمت و محبت اپنے دل میں سب مخلوق سے زیادہ بٹھادے اور اس میں شوق زیارت کا چراغ ہمیشہ جلائے رکھ یہاں تک کے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی طرح عشق ومحبت کا درجہ حاصل ہوجائے۔(۱۶)

۵: عبدالمجید خادم سوہدروی لکھتا ہے:

"رسول اللہ ﷺ کے عہد سعید میں اور آپ کے بعد جملہ صحابہ کرام رِضْوَانُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْن کے عہد مبارک میں کتاب وسنت ہی پر تعامل رہا وہ سب بادہ عشق رسول ﷺ میں اس قدر مخمور وسرشار نظر آتے تھے کہ کسی بات اور کسی معاملے میں آنحضرت ﷺ کے قول وعمل کے خلاف چلنا انہیں سخت ناگوار اور تکلیف دہ تھا۔"(۱۷)

۷: "رافع اللغات" ص:۴۷۳، از ڈاکٹر فرمان فتح پوری۔
۸: "مصباح اللغات" ص:۵۵۴، از ابو الفضل عبدالحفیظ بلیاوی مکتبہ الخلیل۔
۹: "اظہر اللغات اردو" ص:۳۹۹، مطبوعہ اظہر پبلیشرز لاہور۔
۱۰: "القاموس الجدید" ص:۴۶۸، مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور۔
۱۱: "چالیس علماء اہلحدیث" ص:۲۱۴، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور۔
۱۲: "چالیس علمائے اہلحدیث" ص:۲۱۷، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور۔
۱۳: "اہلحدیث کا مذہب" ص:۱۰۰، مطبوعہ دار الکتب السلفیہ لاہور۔
۱۴: "فیصلہ مکہ" ص:۲۳، لاہور۔
۱۵: "سراجا منیرا" ص:۱۸، مطبوعہ فاران اکیڈمی لاہور۔
۱۶: "سراجا منیرا" ص:۱۸، مطبوعہ فاران اکیڈمی لاہور۔
۱۷: "سیرۃ ثنائی" ص:۳۳ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور۔

۶: آل نجد کے امام الکلام ابوالکلام آزاد نے لکھا ہے:

"پس کیا مبارک ہیں وہ دل جنہوں نے اپنے عشق و شفتگی کے لئے رب السماوات والارض کے محبوب کو چنا۔" (۱۸)

تھوڑا آگے جا کر یوں لکھا ہے:

"بلا شبہ محبت نبویؐ اور عشق محمدیؐ کے یہ پاک ولولے اور یہ مخلصانہ شوق تمہاری زندگی کی سب سے قیمتی متاع ہے۔ (۱۹)

۷: ایک غیر مقلد ثناء اللہ امرتسری کے متعلق لکھتا ہے:

بندہ کبریا ثناء اللہ
عاشق مصطفی ثناء اللہ (۲۰)

۸: وہابیوں کے حکیم صادق سیالکوٹی نے لکھا ہے:

"قرآن اور سنت کے شمس و قمر تو قیامت تک روشن اور تاباں رہیں گے گہنائیں گے بھی نہیں یہ لامثال خیر کثیر ہے حضرت خاتم النبیین ﷺ کی جس ردائے بطحاء کے عشاق عامل ہیں اور عمل کی صورت میں اپنے پیارے رسول کی خیر کثیر بن گئے ہیں۔" (۲۱)

۹: غیر مقلدین کے "شیر پنجاب" مولوی منظور نے کہا ہے:

میں عاشق نبی کریم ﷺ داہاں
میں کی کراں نتھے شاداں نوں (۲۲)

۱۰: غیر مقلد حافظ محمد ارشد کی بیٹی نے لکھا ہے:

"عاشق رسول جناب قاضی محمد سلمان منصور پوری۔" (۲۳)

۱۱: غیر مقلد صمصام نے لکھا ہے:

نہ شوق توحید تے نہ شوق نماز دا
نہ روزے دا شوق نہ حج نیاز دا
نہ عشق رسول نہ کتاب قرآن دا
سینے تے ہتھ بدھے جائیں (۲۴)

۱۲: نور حسین گرجاکھی نے کہا ہے:

سر چک محمدؐ ارب آکھے تاں نبی سوہنے اٹھ بہن گے نی
مونہوں منگ نہ منگ منظور کرساں عاشق نا معشوق دے رہن گے نی (۲۵)

۱۳: مؤرخ اہلحدیث کا لقب پانے والے اسحاق بھٹی نے تذکرہ مولانا محمد غلام رسول قلعوی میں اس جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چاہت کا اظہار اور عاشقانہ آہ وزاری کرنا باب کے تحت لکھا ہے:

اپنے عشق سے جل بل گیا جی
کہواس درد دا دارو کروں کی (۲۶)
محمد ﷺ اے میری توبہ دے دشمن
تساڈے عشق نوں توبہ نہ ممکن
میرالوں لوں لیا ہے عشق نے مل
سمائی توبہ دی ہوئی ہے مشکل

۱۴: عبدالمجید سوہدروی نے ابوالکلام آزاد کے حوالے سے لکھا ہے کہ آزاد نے کہا:

"جو لوگ خدائے تعالیٰ کا نام ورد زبان رکھتے ہیں اور اکثر اوقات اللہ اللہ پکارتے رہتے ہیں مگر رسول اللہ ﷺ اور آپکی سنت شریفہ سے عشق (والہانہ محبت) نہیں رکھتے وہ نہ تو قرآن کو سمجھتے ہیں اور نہ خدا کی ہستی۔" (۲۷)

۱۵: ابوبکر غزنوی نے لکھا ہے کہ:

"حضور ﷺ کا عشق حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

۱۸: "ولادت نبوی ﷺ" ص: ۳۶، مطبوعہ بساط ادب ادبی مارکیٹ لاہور۔
۱۹: "ولادت نبوی ﷺ" صفحہ: ۳۷ مطبوعہ بساط ادب لاہور۔
۲۰: "سیرۃ ثنائی" ص: ۵۰۳۔ "فتاوی ثنایہ" جلد اول، ص: ۶۳۔
۲۱: "ساقی، کوثر" ص: ۲۶، ص: ۲۷، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور۔
۲۲: "گلدستہ شیر پنجاب مولانا منظور احمد" ص: ۴۸، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ۔
۲۳: "مخدوم العلماء مولانا محمد اسماعیل سلفی" ص: ۱۴۴، مطبوعہ دار الدعوۃ السلفیہ لاہور۔
۲۴: "گلشن صمصام" ص: ۵۶ ص: ۵۷ مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد۔
۲۵: "فضائل مصطفی ﷺ" ص: ۳۳، مطبوعہ ادارہ احیاء السنۃ گرجاکھ گوجرانوالہ۔
۲۶: "تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی" ص: ۴۳۹، ص: ۴۴۰، مطبوعہ مولانا غلام رسول ویلفیئر سوسائٹی قلعہ میہاں مگھ۔
۲۷: "سیرت آزاد" ص: ۴۰۔

سیکھنا چاہیے۔‘‘(۲۸)

لفظ عشق کی نسبت نبی پاک ﷺ کے لیے خود دیوبندیوں کی کتب میں:

۱: دیوبندی ’’شیخ الحدیث‘‘ زکریا کاندھلوی نے لکھا ہے:

’’مشہور قصیدہ بہاریہ میں سے چند اشعار پیش کرتا ہوں یہ قصیدہ بہت طویل ہے ڈیڑھ سو سے زائد اشعار اس قصیدہ کے ہیں۔۔۔جس سے حضرت اقدس کی والہانہ محبت اور عشق نبوی کا اندازہ ہوتا ہے۔‘‘(۲۹)

۲: جمیل احمد بالاکوٹی دیوبندی نے لکھا ہے:

’’اہل اللہ کا تمام وقت یاد الٰہی میں کرتا ہے وہ عشق رسول اللہ ﷺ میں مخمور دست ہوتے ہیں۔‘‘(۳۰)

۳: دیوبندی مفکر اسلام ابوالحسن ندوی نے لکھا ہے:

درد مندوں کی دوا ہے عشق محبوب خدا
کاش مل جائے مجھے بھی عشق نور مصطفی (۳۱)

۴: عبدالمعبود دیوبندی نے لکھا ہے:

عشق رسول ﷺ اہل صدق وصفا کا سرمایہ حیات اور وسیلہ نجات ہے حضرت جہلمی میں عشق رسول ﷺ میں وارفتگی و شفتگی بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔(۳۲)

۵: طلحہ عابد دیوبندی نے کہا:

’’(ضیاء القاسمی) پکے اور سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔‘‘(۳۳)

۶: ماسٹر عمر دیوبندی نے انوار بہلویہ میں عنوان قائم کیا ہے:

’’محبت وعشق رسول مقبول ﷺ۔(۳۴)

۷: خالد محمود مانچسٹری نے لکھا ہے:

’’علمائے دیوبند کس قدر عشق رسول میں سرشار ہیں یہ اہل علم اور اہل محبت سے مخفی نہیں حضرت مولانا سید محمد بدر عالم بھی عشاق رسول کے اس قافلے میں ملتے ہیں۔‘‘(۳۵)

۸: روح اللہ نقشبندی غفوری نے لکھا ہے کہ:

’’عاشق رسول اللہ ﷺ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت نبی ﷺ۔(۳۶)

۹: مومن خان عثمانی دیوبندی نے لکھا ہے:

’’حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا عشق رسولؐ تھوڑا آگے جا کر لکھتا ہے:

’’حضرت اسلع بن شریک کا عشق رسولؐ‘‘۔

تھوڑا آگے جا کر لکھتا ہے:

’’حضرت اسلع بن شریک کا عشق رسولؐ‘‘۔

۱۰: دیوبندیوں کے عماد الدین محمود نے لکھا ہے:

’’سلطان صلاح الدین ایوبی کا عشق رسولؐ۔‘‘(۳۷)

۱۱: دیوبندی پیر ذوالفقار احمد نقشبندی نے ایک کتاب مسمی بہ عشق رسول اللہ ﷺ لکھی ہے جس میں جگہ بہ جگہ عشق رسول لکھا ہے:

’’سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اس امت کے سرخیل امام اور عشق رسول ﷺ میں سب سے آگے بڑھنے والے ہیں۔‘‘(۳۸)

۲۸:’’خطبات ومقالات‘‘ ص:۲۶، مطبوعہ طارق اکیڈمی فیصل آباد۔

۲۹:’’تبلیغی نصاب عکسی فضائل دود شریف‘‘ ص:۱۲۳، مطبوعہ ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین نئی دہلی۔

۳۰:’’ایک مرد صالح‘‘ ص:۸، مطبوعہ مکتبہ زاد الفردوس گوجرانوالہ۔

۳۱:’’سوانح حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا‘‘ ص:۱۸۳، مطبوعہ مجلس نشریات اسلام کراچی۔

۳۲:’’ماہانامہ حق چار یار اشاعت خاص عبد اللطیف جہلمی‘‘ ص:۱۵۳، مضمون پیکر صدق وصفا۔

۳۳:’’آواز قاسمی‘‘ ص:۲۸، مطبوعہ مکتبہ راشدیہ لاہور۔

۳۴:’’انوار بہلویہ مختصر سوانح حیات عبداللہ بہلوی دیوبندی‘‘ ص:۴۴، مطبوعہ معہد الخلیل الاسلامی کراچی۔

۳۵:’’مضامین وسوانح حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی جمع ترتیب محمد اکبر شاہ بخاری مقدمہ خالد محمود مانچسٹروی‘‘ ص:۴۰ مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی۔

۳۶:’’بزرگان چشتیہ کو خواب میں زیارت نبی ﷺ‘‘ ص:۱۳۹، مطبوعہ مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی کراچی۔

۳۷:’’عشق رسول ﷺ کے ایمان افروز واقعات‘‘ ص:۷۵، مطبوعہ القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرۃ نوشہر۔

۳۸:’’عشق رسول ﷺ‘‘ ص:۸۷، مطبوعہ مکتبہ الفقیر فیصل آباد۔

۱۲: ایک دیوبندی عبد الحمید سواتی کے متعلق لکھتا ہے:

داعی ہے دین حق کا وہ عاشق نبی کا ہے
شمشیر حق بیاں مرا عبد الحمید ہے(۳۹)

۱۳: عابد میاں دیوبندی نے لکھا ہے:

دل میں ہے میرے عشق رسول عربی کا
پروانہ ہوں میں شمع رخ پاک نبی کا(۴۰)

نوٹ:

اس کتاب پر چودہ جید دیوبندی علماء کی تقاریز ہیں جن میں سے چند کے نام پیش خدمت ہیں کفایت اللہ دھلوی، انورشاہ کاشمیری، اصغر حسین دیوبندی، شبیر احمد عثمانی، عبد الشکور لکھنوی وغیرہ وغیرہ۔

۱۴: اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عنایت علی شاہ نے لکھا ہے:

''عنایت کر فزوں عشق محمد ﷺ یا خدا مجھ کو۔''(۴۱)

۱۵: ایک دیوبندی مولوی نے لکھا ہے کہ:

''پورا عالم سوگوار ہے ختم نبوت موومنٹ کے سچے عاشق رسول سے محروم ہوگئی۔''(۴۲)

وہابیوں کا رسول اللہ ﷺ پر بہتان:

وہابی کا یہ کہنا کہ حدیث میں لفظ عشق کی نسبت نبی پاک ﷺ کیطرف کرنے کی ممانعت آئی ہے یہ ایسا ہی بدترین جھوٹ اور بہتان ہے جیسا کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب شہادت القرآن میں جھوٹ میں شیطان کو مات کرتے ہوئے لکھ دیا کہ:

''صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جن کی نسبت بخاری میں لکھا ہے۔''

''کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ "ھذا خلیفة الله المھدی"۔(۴۳)

حالانکہ لفظ عشق روایات میں موجود ہے

"من عشق فعف وکتم فمات مات شھیدا۔"(۴۴)

اسی روایت کو وہابیوں کے امام ابن قیم نے بھی نقل کیا ہے۔(۴۵)

الحمدللہ ہم نے اپنا مؤقف خود دیوبندی وہابی اکابر کی کتب سے نقل کر دیا ہے وہابیوں کو لفظ عشق پر فتوے بازی کرنے سے پہلے اپنے گھر کی بھی خبر لینی چاہیے!

۳۹: ماہنامہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کا مفسر قرآن" نمبر: ۸۳۳۔
۴۰: "رحمة اللعالمین" ص: ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز، تاجران کتب، قرآن محل آرام باغ، کراچی۔
۴۱: "باغ جنت" حصہ دوم ص: ۴۴۲، طبوعہ الفصیل اردو بازار لاہور۔
۴۲: "فاتح قادیانیت نمبر منظور احمد چنیوٹی" ص: ۱۷۷۔
۴۳: "شہادة القرآن" ص: ۴۱۔
۴۴: "تاریخ بغداد" جلد: ۵، ص: ۱۵۶، ص: ۲۶۲، جلد: ۶، ص: ۵۰، ص: ۵۱، جلد: ۱۳، ص: ۱۸۴، "مقاصد الحسنة" ص: ۴۲۶، مطبوعہ بیروت۔
۴۵: "زاد المعاد" جلد: ۳، ص: ۱۵۴۔

دسویں قسط

شرح سلام رضا

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مولانا شہزاد احمد مجددی چوراہی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی کا عقیدہ:

"اگر یہ شبہ کیا جائے کہ خاتم النبیین کے معنیٰ دنیا میں تمام نبیوں کے آخر میں آنے والا نبی۔ یہ معنیٰ دنیا میں متحقق ہو سکتے ہیں عالم ارواح میں اس معنیٰ کا ثابت ہونا ممکن نہیں لہٰذا اس حدیث کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ حضور کا خاتم النبیین ہونا علمِ الٰہی میں مقدر تھا یا یہ کہنا پڑے گا کہ خاتم النبیین کے معنیٰ آخری نبی نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنیٰ قطعاً آخری نبی ہی ہیں۔ اور حدیث کا مطلب یہی ہے کہ میں فی الواقع خاتم النبیین ہو چکا تھا نہ یہ کہ میرا خاتم النبیین ہونا علمِ الٰہی میں مقدر تھا، کیونکہ علمِ الٰہی میں تو ہر چیز مقدر تھی البتہ یہ ضرور ہے کہ آخر النبیین ہونے کا ثبوت اور ظہور دو الگ مرتبے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں ختمِ نبوت کے منصب پر اپنے حبیب ﷺ کو فائز فرما دیا بایں معنیٰ کہ سب نبیوں کے بعد ان کا سردار بن کر جانے والا نبی یہی محبوب ہے اگر چہ جانے کا موقع ابھی نہ آیا ہو۔ یہ بالکل ایسا ہے کہ بادشاہ کسی کو امیر جہاد مقرر کر دے تو اس امارت کا ظہور جہاد پر جانے کے بعد ہی ہوگا، اس کا منصب جلیل پہلے ہی سے ثابت ہو گیا۔ اسی طرح یہاں سمجھ لیں کہ منصبِ خاتم النبیین کا ثبوت حضور اکرم ﷺ کے لیے پہلے سے ہی ثابت تھا لیکن اس کا ظہور دُنیا میں تشریف لانے کے بعد ہوا۔ اس بیان سے ایک اصول ظاہر ہو گیا کہ ثبوتِ کمال کے لیے اسی وقت ظہور لازم نہیں۔ اسی لیے اہلِ سنت کا مسلک ہے کہ حضور سید عالم تمام کمالاتِ محمدیت کے ساتھ متصف ہو کر پیدا ہوئے۔ لیکن ان کا ظہور اپنے اپنے اوقات میں حسب حکمت و مصلحتِ خداوندی ہوا۔"(۱)

مناظرِ اعظم مولانا محمد عمر اچھروی کا عقیدہ:

"ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مصطفی ﷺ کو حضرت آدم عَلَیۡہِ السَّلَام سے پہلے نبوت حاصل ہوئی۔ جب نبوت مقدم تو ذات مقدم اور ذات جسمیہ کا ظہور تو سب انبیاء عَلَیۡہِمُ السَّلَام کے اخیر میں ہوا تو معلوم ہوا کہ آپ کو اس وقت نبوت ملی۔ اور نبوت صفت ہے ذات کی۔ تو آپ کی ذات حقیقۃً نور ثابت ہوئی۔ جس کو نبوت عطا ہوئی۔ تو لباسِ انسانی حضرت ﷺ کو بعد میں عطا ہوا۔"(۲)

ماہر رضویات مسعودِ ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کا عقیدہ:

"صحابہ نے عرض کیا، آپ کو نبوت کب عطا ہوئی۔ فرمایا: میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم (عَلَیۡہِ السَّلَام) ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔"(۳)

حضرت مسعودِ ملت نے اس کتاب کو فیضانِ محمدی اور والد ماجد مفتی اعظم ہند عارف باللہ شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ عَلَیۡہِ کی دعاؤں کا نتیجہ قرار دیا ہے، لکھتے ہیں:

۱: "مقالاتِ کاظمی" ۱: ۶۰، مقالہ "میلاد النبی ﷺ" مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار، راولپنڈی۔

۲: "مقیاس نور" صفحہ: ۵۲، مکتبہ سلطانیہ۔ مدینہ منزل۔ جناح کالونی بسطامی روڈ سمن آباد لاہور۔

۳: "جانِ جاناں" صفحہ: ۵۳، ادارۂ مسعودیہ، ناظم آباد کراچی۔

”زین الحسن صاحب (ایڈووکیٹ سندھ ہائی کورٹ۔کراچی) نے کتاب مذکورہ (عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف لکھی جانے والی) کے بارے میں اظہارِ خیال کے لیے فرمایا، راقم نے سمجھا اس موضوع پر تحقیقی انداز سے ایک سنجیدہ کتابچہ لکھ دیا جائے مگر جب لکھنے بیٹھا تو فیضانِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (۲۳۸ صفحات کی) ایک کتاب تیار ہوگئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك

رحمت حق بہانہ می جوید

راقم کے والد ماجد مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی دہلوی قدس سرہٗ العزیز نے راقم کو دعا دی تھی ”مولا تعالیٰ روح القدس سے تمہاری مدد فرمائے“! اس علمی سفر میں یہ دعا رفیق راہ رہی اور مواد کی فراہمی پردۂ غیب سے ہوتی گئی، دِل کھلتا گیا، حوصلہ بڑھتا گیا ۱۹۸۱ء میں اس کتاب کا آغاز کیا اور ۱۹۸۸ء میں یہ مکمل ہوگئی۔“(۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ خاتم النبیین:

”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا“(۵)

ترجمہ کنز الایمان:

”محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔“

صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

”یعنی آخر الانبیاء کہ نبوت آپ پر ختم ہوگئی آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پاچکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعت محمدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے، حضور کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے، نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث تو حد تواتر تک پہنچتی ہیں۔ان سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے، وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے۔“(۶)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں:

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَاِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِیْ۔“(۷)

”بنی اسرائیل میں انبیاء حکومت کیا کرتے تھے جب ایک نبی کا وصال ہوتا تو دوسرا اس کا جانشین ہوجاتا اور میرے بعد تو کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِیْ۔“(۸)

”بے شک میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ یہ ہوگا کہ وہ اللہ کا نبی ہے اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

امام ترمذی فرماتے ہیں:

”هذا حديث حسن صحيح۔“

حضرت جبیر بن معطم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

۴:”جانِ جاناں“ صفحہ:۹، إدارۂ مسعودیہ، ناظم آباد کراچی۔
۵:”پارہ“ ۲۲، سورۃ الأحزاب، آیت:۴۰۔
۶:”خزائن العرفان“۔
۷:”صحیح البخاری“ ۱:۶۱۴، باب ماذکر عن بنی إسرائیل، رقم:۳۴۵۵، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔
۸:”الجامع الصحیح سنن الترمذی“ ۴:۴۹۹، ابواب الفتن، باب ماجاء لا تقوم الساعة حتی یخرج کذابون، رقم ۲۲۱۹، دار إحیاء التراث العربی بیروت۔

"أنا محمد وأنا أحمد وأنا الماحي الذي يمحي بي الكفر وأنا الحاشر الذي يحشر الناس على عقبي وأنا العاقب والعاقب الذي ليس بعده نبي۔"(۹)

"میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر مٹاتا ہے، میں حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا، میں عاقب ہوں اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔"

عقیدۂ ختمِ نبوت پر وارد آیات واحادیث اپنے ظاہر پر ہیں، ان میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ ہی تخصیص:

امام قاضی عیاض اندلسی اپنی شہرۂ آفاق کتاب "الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ" میں لکھتے ہیں:

"و كذلك من ادعى نبوة أحد مع نبينا ﷺ أو بعده...... فهؤلاء كلهم كفار مكذبون للنبي ﷺ لأنه أخبر ﷺ أنه خاتم النبيين لا نبي بعده وأخبر عن الله وأخبر عن الله تعالى أنه خاتم النبيين وأنه أرسل كافة للناس وأجمعت الأمة على حمل هذا الكلام على ظاهره وأن مفهومه المراد به دون تأويل ولا تخصيص فلا شك في كفر هؤلاء الطوائف كلها قطعا إجماعا وسمعا۔"(۱۰)

"اور جو ہمارے نبی ﷺ کے زمانہ میں خواہ حضور کے بعد کسی کی نبوت کا ادعا کرے کافر ہے...... یہ سب نبی ﷺ کی تکذیب کرنے والے ہیں کہ نبی ﷺ نے خبر دی کہ خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور ان کی رسالت تمام لوگوں کو عام ہے اور امت نے اجماع کیا ہے کہ یہ آیات واحادیث اپنے ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی خدا ورسول کی مراد ہے نہ ان میں کوئی تاویل ہے نہ کچھ تخصیص تو جو لوگ اس کا خلاف کریں وہ بحکم اجماع امت وبحکم قرآن وحدیث سب یقیناً کافر ہیں۔"

اور امام غزالی "الاقتصاد فی الاعتقاد" میں لکھتے ہیں:

"أن الأمة فهمت بالإجماع من هذا اللفظ ومن قرائن أحواله أنه أفهم عدم نبي بعده أبدا وعدم رسول الله أبدا وأنه ليس فيه تأويل ولا تخصيص۔"(۱۱)

"تمام امت مرحومہ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا ہے وہ بتاتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا حضور ﷺ کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا ہے کہ اس میں اصلاً کوئی تاویل یا تخصیص نہیں۔"

عقیدۂ ختمِ نبوت ضروریاتِ دین سے ہے:

"الاشباہ والنظائر لابن نجیم وفتاویٰ ہندیہ" میں ہے:

"إذا لم يعرف أن محمدا ﷺ آخر الأنبياء فليس بمسلم لأنه من الضروريات۔"(۱۲)

"جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد ﷺ انبیاء میں سب سے پچھلے ہیں وہ مسلمان نہیں، کیونکہ یہ ضروریاتِ دین سے ہے۔"

خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء ومرسلین:

عالم اجسام میں نزولِ قرآن کریم کے آغاز کے ساتھ حضور ﷺ کا منصب نبوت ورسالت پر فائز فرمایا جانا اور آپ کی بعثت ہونا پوری اُمت کا اجماعی عقیدہ ہے اور جمہور علمائے اُمت کے نزدیک آپ ﷺ کی یہ نبوت، دوسری نبوت ہے کیونکہ اس سے قبل عالم ارواح میں بھی آپ مشرف بہ نبوت فرمائے گئے اور آپ کی عالم ارواح والی نبوت بھی ابد الآباد تک قائم ودائم رہے گی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی فرماتے ہیں:

۹:"صحیح مسلم" ۱۸۲۸:۴، باب فی أسمائه صلی الله علیه وسلم، رقم: ۲۳۵۴، دار إحیاء التراث العربی بیروت۔

۱۰:"الشفا بتعریف حقوق المصطفی" مذیلا بالحاشیة المسماة مزیل الخفاء عن ألفاظ الشفاء ۲۸۵:۲، فصل فی بیان ما ہو من المقالات کفر، دار الفکر الطباعة والنشر والتوزیع بیروت۔

۱۱:"الاقتصاد فی الاعتقاد" ص:۱۳۷، الباب الرابع، بیان من یجب تکفیرہ من الفرق، دار الکتب العلمیة بیروت۔

۱۲:"الأشباہ والنظائر علی مذہب أبی حنیفة النعمان" ص:۱۶۱، کتاب السیر، باب الردة، دار الکتب العلمیة بیروت۔ والفتاوی الہندیة فی مذہب الإمام الأعظم أبی حنیفة النعمان ۲۶۳:۲، موجبات الکفر أنواع منہا ما یتعلق بالإیمان والإسلام، دار الفکر بیروت۔

”حضور پرنور خاتم النّبیین سید المرسلین ﷺ خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء ومرسلین بلا تاویل وبلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ شک وشبہ کو بھی راہ دے کافر مرتد ملعون ہے، آیہ کریمہ:”ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین“(لیکن آپ اللّٰہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں۔ت) وحدیث متواتر لانبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ت) سے تمام امت مرحومہ نے سلفاً وخلفاً یہی معنی سمجھے کہ حضور اقدس ﷺ بلا تخصیص تمام انبیاء میں آخر نبی ہوئے حضور کے ساتھ یا حضور کے بعد قیام قیامت تک کسی کو نبوت ملنی محال ہے۔“(۱۳)

”محمد رسول اللّٰہ ﷺ کو خاتم النّبیین ماننا، ان کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال وباطل جاننا فرض اجل وجزء ایقان ہے۔“(۱۴)

اس عبارت میں ”ان کے زمانہ میں“ سے مراد عالم اجسام میں وحی نبوت ورسالت سے مشرف فرمائے جانے سے وصال مبارک تک کا زمانہ ہے اور ”ان کے بعد“ سے مراد آپ ﷺ کے وصال مبارک کے بعد سے لے کر قیام قیامت تک کا زمانہ ہے۔

حضور ﷺ سب انبیاء کے نبی ہیں اور تمام انبیاء ومرسلین آپ کی اُمتیں:

”امام علامہ تقی الملۃ والدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک نفیس رسالہ ”التعظیم والمنہ فی لتؤمنن بہ ولتنصرنہ“ لکھا۔ اور اس میں آیت مذکورہ سے ثابت فرمایا کہ ہمارے حضور صلوات اللّٰہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سب انبیاء کے نبی ہیں، اور تمام انبیاء ومرسلین اور ان کی امتیں سب حضور کے امتی۔ حضور کی نبوت ورسالت زمانہ سیدنا ابوالبشر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے روز قیامت تک جمیع خلق اللّٰہ کو شامل ہے، اور حضور کا ارشاد ”وکنت نبیا وآدم بین الروح والجسد“ (میں نبی تھا جبکہ آدم عَلَیْہِ السَّلَام روح وجسد کے درمیان تھے۔ت) اپنے معنی حقیقی پر ہے۔“(۱۵)

حضور ﷺ کی رسالت اوّلین وآخرین سب کو حاوی ہے:

”شیخ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں اس روایت سے معنی دو حدیث کے حل ہوئے ایک ”بعثت الی الناس کافۃ“، کہ میں ”کافۃ أهل الزمان ومن بعدهم“ میں منحصر جانتا ہے۔ اب معلوم ہوا کہ تمام اوّلین وآخرین مراد ہیں دوسرے کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد کہ میں اس نبوت کو صرف علم الٰہی میں سمجھتا تھا اب ثابت ہوا کہ خارج میں بھی ہے۔

تنبیہ:

یہاں سے معلوم ہوا کہ رُوح مبارک قبل از وجود باوجود بھی متصف رسالت تھی۔ اور بعد انتقال کے بھی متصف ہے۔“(۱۶)

”حضور کی رسالت زمانہ بعثت سے مخصوص نہیں بلکہ اوّلین وآخرین سب کو حاوی۔“(۱۷)

اوّل النّبیین اور خاتم النّبیین، دونوں شانیں حضور ﷺ کو حاصل ہیں:

اعلیٰ نے حضور ﷺ کی شان ”خاتم النّبیین“ کو بعثت کے ساتھ مقید کر کے بتا دیا کہ آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا باعتبارِ بعثت ہے ورنہ خلقت کے اعتبار سے آپ اوّل ہیں۔ اور یہ صرف آپ کا ہی عقیدہ نہیں تھا بلکہ آپ کے والد ماجد رئیس المتکلمین حضرت مولانا نقی علی خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا بھی یہی عقیدہ تھا اور اعلیٰ حضرت اپنے والد ماجد کے اس عقیدہ سے یقیناً واقف تھے۔

۔۔۔بقیہ صفحہ ۴۰ پر۔۔۔

۱۳: ”فتاویٰ رضویہ“ ۱۴: ۳۳۳، رسالہ ”المبین ختم النبیین“ رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

۱۴: ”فتاویٰ رضویہ“ ۱۵: ۵۷۷، رسالہ ”السوء والعقاب علی المسیح الکذاب“ ۱۵: ۶۳۰، رسالہ ”جزاء اللّٰہ عدوّہ باباۂ ختم النبوۃ“ رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

۱۵: ”فتاویٰ رضویہ“ ۳۰: ۱۳۷، رسالہ ”تجلی الیقین بان نبینا سیّد المرسلین“ رضا فاؤنڈیشن لاہور۔ تجلی الیقین بان نبینا سیّد المرسلین، صفحہ: ۹، مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے لائلپور۔

۱۶: ”سرور القلوب بذکر المحبوب“ صفحہ: ۲۲۲، شبیر برادرز۔ اُردو بازار لاہور۔

۱۷: ”تجلی الیقین بان نبینا سیّد المرسلین“ صفحہ: ۱۸، مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے لائلپور۔

حق و باطل کے افکار و کردار کی پہچان

ابو حنظلہ محمد عمران معراج نافع القادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام خوبیاں اس اللہ عزوجل کے لئے کہ جس نے ہمیں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلے سے دین حق اسلام کی ہدایت کاملہ سے بغیر طلب کے نوازا، اور اس دین کو اپنے اُصول وفروع کیساتھ اہلسنت و جماعت کے ذریعے آج تک قائم و دائم رکھا۔ بحمد اللہ و بطفیل رسول، اہلسنت و جماعت ہی وہ مقدس گروہ ہے جس نے زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اب تک اللہ عزوجل کی تقدیس کی ہر سطح پر نظریاتی حفاظت کی، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقامِ رفیع اور احادیث وسنن مبارکہ کا دفاع کیا، صحابہ کرام کی عظمتوں پر پہرہ دیا اور محبتِ اہلِ بیت کا پرچم تھامے رکھا، اولیاءِ کرام کے فضائل ومناقب اور ان کے کمالات کو دلائل و براہین سے واضح کیا، اہلسنت و جماعت ہی وہ پاکیزہ جماعت ہے جسے احادیث میں سوادِ اعظم کہا گیا اور یہی وہ صحابہ واولیاء کے پیروکاروں کی جماعت ہے کہ جن کے ساتھ رہنے کو فتنوں اور گمراہ فرقوں کے ظہور کے وقت حق کی شناخت وعلامت اور اہلسنت و جماعت ہی وہ جماعت ہے جس سے دُور رہنے کو منافقت اور گمراہی و بدمذہبی شمار کیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ہی کفار ومشرکین کے علاوہ ایک اور گروہ بھی اسلام کے خلاف پیش پیش رہا جسے منافقین کا گروہ کہا گیا ہے، یہ وہ لوگ تھے جو زبان سے اسلام کا اظہار کرتے، لیکن اپنے دل میں کفر کو چھپائے رکھتے تھے۔ اوّل الذکر دونوں گروہ اسلام کے اعلانیہ مخالف تھے جبکہ مؤخر الذکر گروہ چھپ کر اسلام پر وار کرتا رہا۔ چونکہ بمقابلہ کفار ومشرکین کے منافقین کی ایذاء زیادہ خطرناک تھی لہٰذا ان کا گناہ اور اس پر ان کو ہونے والے عذاب کی وعید بھی اعلانیہ کافروں کے مقابلہ میں زیادہ ہے، چنانچہ قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے کہ منافقین کو جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں رکھا جائے گا جس کا عذاب دوسرے تمام طبقات کی بنسبت شدید ہوگا۔ منافقوں کو بعد کی اصطلاح میں بدمذہب کہا جانے لگا اور ان کی پہچان یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام کے اُصولی عقائد ونظریات کے صراطِ مستقیم سے بھٹک گئے اور اہلسنت و جماعت سے ہٹ کر اپنے الگ فرقے بنالئے۔ ان بدمذہبوں میں سے کسی نے قرآنِ مجید کو صاحبِ قرآن اور صحابہ کرام واہلبیت کی رہنمائی کے بغیر سمجھنے کی کوشش کی لیکن خطا کھائی اور محکمات کے بجائے متشابہات کو اپنا عقیدہ بنالیا اور پھر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنالی، اور کسی نے احادیثِ پاک کو ائمہ مجتہدین کی فہمِ رَسا کے بغیر سمجھنے میں ٹھوکر کھائی اور ایسی ایسی اَن کہنیاں کہیں کہ بیان کرنے کے قابل نہیں، الغرض اہلسنت و جماعت کے اپنائے ہوئے صراطِ مستقیم سے ہٹ کر جس نے بھی کوئی اپنی الگ راہ بنائی اس نے اپنے قول وفعل سے اسلام کو نقصان پہنچایا۔

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے دورِ مبارک میں یہ بدمذہب لوگ خارجی کہلاتے تھے، بعد میں ان کے ساتھ تقدیر کا انکار کرنے والے "قدریہ" لوگ بھی شامل ہوگئے، بندے کو مجبورِ محض ماننے والے بھی یہی بدمذہب تھے جو "جبریہ" کے نام سے موسوم ہوئے اور بعد کے اَدوار میں بھی یہ لوگ مختلف ناموں سے پہچانے جاتے رہے ہیں۔ بدمذہب فرقوں کے عقائد ونظریات ہر دَور میں اسلام اور مسلمانوں

کی جڑیں کھوکھلی کرتے رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو جانے انجانے میں کفار کے دست و بازو بن جاتے ہیں اور وہ کام جو کفر کے باوجود کفار بھی نہ کر سکیں وہ اپنے خود ساختہ اسلام کے نام پر یہ کر گزرتے ہیں اور وہ بات جو کفار کو کہنے کی ہمت نہ ہو وہ انکے تربیت یافتہ لوگوں کے منہ سے سننے کو ملتی ہے۔ ان آنکھ کے اندھوں کو تعظیمِ رسول میں شرک نظر آتا ہے، کراماتِ اولیاء ان کو دیومالائی قصے لگتے ہیں، وہ معمولاتِ اہلسنت و جماعت جن پر قرآن وسنت کی مہر تصدیق و تائید ثبت ہے اور جو آج تک اکابرین وصالحین اُمت بجالاتے چلے آرہے ہیں وہ ان کوتاہ بینوں کو دین کا بگاڑ محسوس ہوتے ہیں۔ اسی خرمستی کی مستی میں ان لوگوں کا وطیرہ ہے کہ یہ بدمذہب لوگ، مسلمانوں کو ناحق مشرک و بدعتی کہہ کر ان کے قتل کو جائز سمجھتے ہیں، ان پر خودکش حملے کرنا اور تبلیغ کے نام پر اہلسنت و جماعت کی مساجد میں دخل اندازی اور فتنہ پردازی ان کا ٹارگٹ ہے، گلگت اور سوات کے علاقوں میں اہلسنت و جماعت حضرات میں ان کی طاری کردہ وحشت و سربریت اور اندرونِ بلوچستان میں ان کے ہاتھوں بہت سے سنی علماء کی شہادت اس بات کا بین ثبوت ہے۔ یہی بدمذہب لوگ آپ کو رحمتِ خداوندی کے مراکز یعنی مزاراتِ بزرگانِ دین پر حملے کرتے اور آگ لگاتے نظر آئیں گے اور یہی لوگ جہاد کے نام پر اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے خلاف اسلحہ تان کر کھڑے ملیں گے۔ ان میں سے کسی بھی بدمذہب کے ساتھ ایسا تعلق ہرگز نہیں رکھنا چاہیے کہ جو ہمارے دین کو نقصان دے، ان سے دوری ہی میں عافیت ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو پہلے سے خبردار کرتے ہوئے بدمذہب لوگوں سے محتاط اور دُور رہنے کا حکم دیا ہے۔ کسی بدمذہب کا قرآن وحدیث کے نام پر درس بھی نہیں سننا چاہئے کہ وہ ان کی من مانی خود ساختہ تشریح کر کے گمراہی میں ڈال دے گا، ہمارے اسلاف بدمذہبوں اور گمراہوں سے قرآن وحدیث سننا پسند نہ فرماتے تھے چنانچہ علم تعبیر الرؤیا کے جلیل القدر امام حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ جنھوں نے کئی صحابہ کرام کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے، کے پاس راہِ راست سے بھٹکا ہوا ایک بدمذہب آگیا اور آپ کو اپنے جیسا بنانے کے لئے قرآن وحدیث سنانا چاہا لیکن آپ نے اسے منع کر دیا اور باہر نکلوا دیا، کسی نے پوچھا قرآن وحدیث سن لینے میں حرج ہی کیا تھا؟ آپ نے فرمایا:

"اگر وہ قرآن وحدیث کی غلط تفسیر و تشریح کرتا اور وہ میرے ذہن میں بیٹھ جاتی تو پھر؟؟"

معلوم ہوا کہ دین کی سلامتی اسی میں ہے کہ ان بدمذہبوں کی مجالس میں ہرگز ہرگز شرکت نہ کی جائے کیوں کہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اہلبیت کے نام پر لوگوں کو بلا کر وہ صحابہ کرام اور امہات المؤمنین جن کے ذریعے سے اسلام ہم تک پہنچا ان کو برا بھلا کہتے ہیں، اہلبیت کی محبت کی آڑ میں اہلبیت سے انتہائی مخلص صحابہ کرام کے خلاف تبرے بکنے والے اسلام سے مخلص نہیں ہو سکتے۔

شیطان کو گمراہ کرتے دیر نہیں لگتی اسے انگلی پکڑائیں تو ہاتھ کھینچتا ہے، لہٰذا اپنے متعلقین کی فہرست میں اگر کسی کو بدمذہب پائیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلو تہی برتی جائے، خاص طور پر سوشل اور الیکٹرانک میڈیا پر ان کے پیجز اور چینل کو ہرگز نہ تو لائک کریں اور نہ ہی ان کا پیغام دیکھیں۔ کئی ایسے بدنصیب لوگ جو پہلے خوش عقیدہ سنی مسلمان تھے اِن بدمذہبوں کی صحبتِ ناپاک نے اُنہیں بھی گمراہی کی جانب صرف اس وجہ سے دھکیل دیا کہ یہ نادان لوگ مسائل و دلائل شرعیہ جانے بغیر ان بدمذہبوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھتے تھے اور ان کی کتابیں پڑھتے اور تقریریں سنتے رہے تھے۔ یاد رکھئے کہ سب سے بڑھ کر شیطان کا شکار وہی ہوتا ہے جو خود کو اس کے وار سے بے خطر سمجھ لیتا ہے۔ اللہ عزوجل ہمیں اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات کے ساتھ صراطِ مستقیم پر قائم و دائم رکھے اور بدمذہب لوگوں سے محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

میں ہوں سنی، رہوں سنی، مروں سنی، مدینے میں
ہر اک سنی کا ہو جائے یہ نعرہ یارسول اللہ

آخری قسط

مولانا محمد نواز قادری اشرفی

...گذشتہ سے پیوستہ...

میں نے خود دیکھا ہے کہ میرے استاذِ گرامی حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنے دفتر میں تشریف فرما ہوتے، کچھ طالب علم بھی ہوتے، میں بھی ان طالب علموں کے اندر موجود ہوتا، اس زمانے کے اندر آپکی ایک چھوٹی سی پوتی تھی جو حضرت مولانا مفتی مختار احمد نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی صاحبزادی تھی، اور وہ تقریباً ۴ یا ۵ سال کی تھی، تو اس کو حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنے پاس بٹھا کر باقاعدہ طور پر پڑھاتے بھی تھے اور پڑھائی کے ساتھ ساتھ اس کو لکھنے کی تربیت بھی دیتے تھے، اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ:

"یہ لکھنے کی جو تربیت ہے یہ عالم دین کیلئے مرد ہو یا عورت، ایک بنیادی ضرورت ہے۔ اسکے بغیر عالم دین اپنا علم نہیں بڑھا سکتا۔"

اور اسطرح کی بہت ساری محدث عورتیں سلف صالحین کے زمانہ میں گزری ہیں۔ وہاں تو حدیث پاک کا طریقہ تعلیم بھی یہ ہوتا تھا کہ کوئی بڑا محدث ایک شہر سے دوسرے شہر کا رخ کرتا تو سینکڑوں شاگرد بھی اس کے ساتھ ہوتے اور جب وہ اگلے شہر میں جاتے تو وہاں جا کے یہ اعلان ہوتا کہ فلاں امام صاحب یا فلاں محدث صاحب، وہ صبح سے ظہر تک اور فلاں فلاں ٹائم تک درسِ حدیث دیں گے۔ تو وہاں پھر ہزاروں افراد قلم دوات لے کر جمع ہو جاتے اور ایک پردہ ہوتا اس پردے کے پیچھے محدث عورتیں بھی بیٹھتیں، اور اس بڑے امام کے منہ سے حدیث کے الفاظ نکلتے جاتے اور مجمع میں کچھ کچھ فاصلے پر ایک آواز پہنچانے والا کھڑا کیا جاتا کہ جب یہ امام صاحب یا محدث صاحب اپنے منہ سے حدیث کے کچھ الفاظ نکالتے تو وہ جو آگے کھڑا ہے وہ ان الفاظ کو پچھلوں تک پہنچاتا۔

تو عورتوں کے پاس بھی قلم دوات ہوتے اور وہ بھی نبی کریم ﷺ کی احادیث کاغذ پر اسی طرح لکھتیں جسطرح مرد لکھتے۔ اور جو شخص لکھ نہیں سکتا تھا تو اس شخص کا علم ناقص رہتا کیونکہ اتنا سننا اتنا سننا کہ دن بھر حدیثیں سنتے رہو سنتے رہو تو کونسی حدیث یاد رہیگی اور کونسی بھولے گی۔

اور یہ ایک محاورہ ہے کہ علمائے دین فرماتے ہیں کہ:

"ہر چیز کو کوئی نہ کوئی قید کرنے کا طریقہ ہے اور علم کو قید کرنے کا طریقہ ہے لکھنا۔"

لکھ دو تو وہ قید ہو جائے گا مطلب یہ کہ اب وہ بھاگ نہیں سکتا، جو نہ لکھو گے تو وہ بھاگ جائے گا۔ البتہ اگر یہ پڑھ لکھ کر عورتیں ثقافتِ غیر اسلامی کے اندر اپنا بیڑا غرق کریں تو میں ہرگز اسکی اجازت نہیں دیتا اور نہ میں اس کی تائید کرتا ہوں، میں تو صرف اس پڑھنے لکھنے کی بات کرتا ہوں کہ جو پڑھنا لکھنا علم دین کیلئے ہو یا کسی بھی اور جائز اور حلال علم کے لیے ہو۔"

سکول کی تعلیم اور انگلش زبان سیکھنا:

رہا یہ سکول کی تعلیم حاصل کرنے کا مسئلہ، تو جہاں تک مفید باتیں ہیں انکی تعلیم حاصل کرنا درست ہے اور جو کچھ خراب باتیں ہیں ان کے بارے میں یا تو ٹیچر حضرات جو ہیں تنبیہ کرتے ہوں اس بات پر کہ یہ ہمارے اسلام کے خلاف ہے، تو پھر تو درست ہوگا سکول میں پڑھنا اور اگر سکول کے ٹیچر حضرات بھی نصاب کی ہر بات کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں، تو اس کے بارے میں یہ ہے کہ پھر سکول کی تعلیم حاصل کرنا ناجائز ہو گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جو خرابیاں ہیں ان کو دور کیا جائے اور ان خرابیوں کو دور کر کے اسکے بعد سکول کی تعلیم کو ہر لحاظ سے مفید اور اسلام کے مطابق اور مسلمانوں کے موافق بنایا جائے۔

اور رہی یہ بات کے انگریزی (English) پڑھنا پڑھانا جو ہے یہ ناجائز ہے، اس بات کا کوئی شرعی ثبوت نہیں، خود سرکارِ دو عالم ﷺ نے کفار اور مشرکین کے بعض ممالک جن کی بولی عربی نہیں تھی تو وہاں کے لوگوں کو پیغام رسانی کے لیے اور وہاں کے لوگوں کو اپنا پیغام پہنچانے کے لیے ترجمانوں کی مدد حاصل فرمائی ہے۔ بلکہ علامہ امام خرپوتی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ شرح قصیدہ بردہ شریف کے اندر ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ:

"نبی کریم ﷺ جس زمانے میں اپنی طرف سے دعوتِ اسلام مختلف قبائل اور مختلف ممالک کو بھیجی ہے تو اس وقت کچھ لوگوں کی ڈیوٹیاں نبی کریم ﷺ لگانا چاہتے تھے کہ وہ غیر ممالک کے اندر جاکے اسلام کے بارے میں دعوت کا کام کریں۔ مگر مسئلہ تھا اُنکے لیے کہ ان کو وہاں کی زبان نہیں آتی تھی، تو نبی کریم ﷺ نے ان کو فرمایا کہ:

"زبان کا معاملہ ہم پر چھوڑ دو اور آپ لوگ تیاری کرو، تو فجر کی نماز جس وقت انھوں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے پڑھی، تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد قدرتی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس جس کو جس ملک کے اندر جانا تھا، اس ملک کی بولی میں کلام کر رہا تھا۔"

تو یہ بات ہے کہ اگر انگریزی ہم نہیں پڑھیں گے تو ہم انگریزوں کو اسلام کی تبلیغ کیسے کر سکتے ہیں اور اسلام کی دعوت کیسے دے سکتے ہیں؟ انگریزی تو ایک زبان ہے، زبان کا تو کوئی قصور نہیں۔ باقی یہ بات ضرور ہے کہ جو انگریزی زبان میں لٹریچر بیرونی ممالک میں پایا جاتا ہے اور ہمارے ہاں بھی انگریزی زبان میں بہت سارا لٹریچر پایا جاتا ہے؛ تو چونکہ اُس کے لکھنے والے جو ہیں وہ کفار و مشرکین ہیں اور یہود و نصاریٰ ہیں یا دہریے ہیں یا اس قسم کے لوگ ہیں؛ تو اُن کتابوں کے اندر اسلام کے خلاف بھی باتیں پائی جاتی ہیں، تو اُن کو پڑھنے کی میں بات نہیں کر رہا، میں انگریزی زبان سیکھنے کی بات کر رہا ہوں، اُن کتابوں کو پڑھنا عام مسلمان کے لیے حرام ہے، ہاں اگر کوئی مسلمان اپنے مذہب کے اوپر مکمل عبور حاصل کر لے اور اس حد تک وہ مذہب پر عبور حاصل کر لے کہ مذہب کے خلاف جو چیز ہو اس کو رد کر سکتا ہو، تو ایسے شخص کے لیے تردید کے غرض سے وہ کتابیں پڑھنا جائز ہیں کہ جن کے اندر اسلام کے خلاف بہت ساری باتیں لکھی ہوئی ہیں۔

تو ضرورت اِس وقت جو ہے یہ انگریزی زبان سے منع کرنے کی نہیں، بلکہ ضرورت اس وقت یہ ہے کہ ہمارے جو سکولوں اور کالجوں کے نصاب، جو یہاں پاکستان کے اندر مروج ہیں ان کے اندر جو خلافِ اسلام باتیں پائی جاتی ہیں، اُن باتوں کو نکالنے کے لیے ایک مہم چلانے کی ضرورت ہے اور تعلیمی نصاب کو پاک کرنا ضروری ہے اور اسلام اور مسلمانوں کے موافق بنانا ضروری ہے۔ وَاللہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔

علامہ غلام رسول سعیدی غفرلہ کا نظریہ:

علامہ غلام رسول سعیدی غفرلہ نے اجتہادی بصیرت سے کام لیا ہے، جدید مسائل کا انہیں صحیح ادراک ہے۔ جدید نسل کے ذہن میں پیدا ہونے والے شبہات اور ابھرنے والے پیچیدہ سوالات تک پہنچنے کا انہیں ملکہ حاصل ہے گویا ایک ماہر طبیب کی طرح مرض کی صحیح تشخیص بھی کرتے ہیں اور اس کا شافی علاج بھی تجویز کرتے ہیں۔ اور ان مسائل کا خالص دینی اور فقہی حل بھی پیش کرتے ہیں۔ علامہ صاحب کی تحریر ایک محدث، فقیہ اور مجتہد عصر کی رائے ہے۔ عصری مسائل پر آپ کی جرات مندانہ تحقیقات انشاء اللہ تعالیٰ راہِ نوردانِ تحقیق اور تشنگانِ علم وفکر کے لیے خضرِ راہ ثابت ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

علامہ صاحب نے دوسرے موضوعات کی طرح اس موضوع کو بھی انتہائی خوبصورت اور مدلل انداز میں بیان کیا ہے۔ تعلیم نسواں کے جواز اور استحسان پر نقلی و عقلی دلائل، فقہاء اسلام کی تصریحات، تعلیم یافتہ خواتین، علماء کرام کا تبصرہ اور اسکے ساتھ ساتھ مانعین تعلیم نسواں کی روایات پر مفصل بحث کی ہے۔

تعلیم نسواں کے متعلق خصوصی احادیث:

علامہ غلام رسول سعیدی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ:

"امام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے یہ عنوان قائم کیا "باب تعلیم الرجل امته واهله" "کسی شخص کا اپنی باندی اور اہلیہ کو تعلیم دینا"۔

اور اس باب کے تحت حسب ذیل حدیث روایت کرتے ہیں:

"عَنْ أَبِي بُرْدَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ ثَلٰثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ

أَمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَ اٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ إِذَا أَدّٰى حَقَّ اللهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ وَ رَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهٗ اَمَةٌ يَطَأُهَا فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبَهَا وَ عَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ أَجْرَانِ۔"

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: تین آدمیوں کے لیے دو اجر ہیں، اہل کتاب کا وہ شخص جو اپنے نبی علیہ السّلام پر ایمان لایا اور پھر محمد ﷺ پر بھی ایمان لایا۔ وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرے اور اپنے مالک کا بھی حق ادا کرے۔ وہ شخص جسکے پاس باندی ہو، جس سے وہ مقاربت کرتا ہو، وہ اسکو اچھے طریقے سے ادب سکھائے اور اچھے طریقے سے تعلیم دے، پھر اسکو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے، تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔"(۱)

علامہ علی متقی ہندی خرائطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ:

"عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ مَنْ كَانَتْ لَهٗ إِبْنَةٌ فَأَدَّبَهَا وَأَحْسَنَ أَدَبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا كَانَتْ لَهٗ مَنْعَةً وَّسِتْرًا مِّنَ النَّارِ۔"

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: جو شخص اپنی بیٹی کو اچھا ادب سکھائے اور اچھی تعلیم دے، تو وہ اس کے لیے دوزخ کی آگ سے حجاب ہوگی۔"(۲)

ان حدیثوں میں خواتین کو تعلیم دینے کی ترغیب دی گئی ہے اور تعلیم کا ایک ذریعہ قلم اور تحریر ہے۔

"قرآن مجید" میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ۔"(۳)

"آپ کا رب ہی سب سے زیادہ کریم ہے، جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ انسان کو وہ سب کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔"

صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

اس سے کتابت کی فضیلت ثابت ہوئی اور درحقیقت کتابت میں بڑے منافع ہیں۔ کتابت ہی سے علوم ضبط میں آتے ہیں، گزرے ہوئے لوگوں کی خبریں اور انکے احوال اور انکے کلام محفوظ رہتے ہیں۔ کتابت نہ ہوتی تو دین و دنیا کے کام قائم نہ رہ سکتے۔(۴)

اور جب قلم اور تحریر تعلیم کا ایک اہم ذریعہ ہے اور خواتین کو تعلیم دینا باعث اجر ہے تو خواتین کو لکھنا سکھانا بھی باعث اجر ہے۔

نیز "قرآن مجید" میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ۔"

"اے ایمان والو! جب تم ایک مدت مقررہ تک قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لو۔"(۵)

حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"یہ لکھنا مستحب ہے، فائدہ اس کا یہ ہے کہ بھول چوک اور مدیون (مقروض) کے انکار کا اندیشہ نہیں رہتا۔"(۶)

خرید و فروخت اور قرض کا لین دین عورتوں میں بھی مشروع ہے اور عہد رسالت ﷺ سے لے کر آج تک بلا نکیر رائج ہے۔ اس لیے عورتیں جب آپس میں یا مردوں کے ساتھ خرید و فروخت یا قرض کا لین دین کریں تو ان کے لیے بھی اس معاملے کو لکھنا مستحب ہے اور جب عورتوں کے لیے لکھنا مستحب ہوا تو لکھنا سیکھنا بھی مستحب قرار پایا۔ نیز اسی آیت میں ہے:

۱: امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری، ج:۱، ص:۲۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ۔
۲: علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال، ج:۱۶، ص:۴۵۲، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت، ۱۴۰۵ھ۔
۳: سورة العلق: ۹۶، الآیة: ۳ إلى: ۵۔
۴: صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ، خزائن العرفان، ص: ۹۵۶، مطبوعہ تاج کمپنی کراچی۔
۵: سورة البقرہ: ۲ :الآیة: ۲۸۲۔
۶: صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ، خزائن العرفان، ص: ۹۷۶، مطبوعہ تاج کمپنی کراچی۔

"وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ۔"

"اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسے اللہ تعالیٰ نے اس کو (لکھنا) سکھایا ہے۔ سو اس کو چاہیے کہ وہ لکھ دے۔"(۷)

حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

"حاصل معنی یہ کہ کوئی کاتب لکھنے سے منع نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو وثیقہ نویسی کا علم دیا ہے۔ بغیر تغییر و تبدیل، دیانت و امانت کے ساتھ لکھے، یہ کتابت ایک قول پر فرض کفایہ ہے، اور ایک قول پر فرض عین، بشرط فراغ کاتب جس صورت میں اس کے سوا اور نہ پایا جائے۔ اور ایک قول پر مستحب ہے، کیونکہ اس میں مسلمان کی حاجت بر آری اور نعمت علم کا شکریہ ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ پہلے یہ کتابت فرض تھی پھر "لایضار کاتب" سے منسوخ ہوئی۔"(۸)

اگر کوئی مسلمان خاتون سے یہ کہے کہ میرا فلاں معاملہ یا فلاں معاہدہ لکھ دو تو بعض فقہاء کی تصریح کے مطابق اس پر لکھنا فرض ہے اور جمہور کے نزدیک اس خاتون کا لکھنا مستحب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ لکھنے کا یہ حکم مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہے۔

اول الذکر صحیح بخاری کی حدیث کی شرح میں علامہ بدر الدین عینی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"إِنَّ التَّأْدِيْبَ وَالتَّعَلُّمَ يُوْجِبَانِ الْأَجْرَ فِي الْأَجْنَبِيِّ وَالْأَوْلَادِ وَ جَمِيْعِ النَّاسِ فَلَمْ يَكُنْ مُخْتَصًّا بِالْإِمَاءِ فَلَمْ يَبْقَ الْإِعْتِبَارُ إِلَّا الْجِهَتَيْنِ وَهُمَا الْعِتْقُ وَالتَّزَوُّجُ فَإِنْ قُلْتَ إِذَا كَانَ الْمُعْتَبَرُ أَمْرَيْنِ فَمَا فَائِدَةُ ذِكْرِ الْأَمْرَيْنِ الْآخَرَيْنِ قُلْتُ لِأَنَّ التَّأْدِيْبَ وَ التَّعَلُّمَ أَكْمَلُ لِلْأَجْرِ إِذْ تَزَوُّجُ الْمَرْأَةِ الْمُؤَدَّبَةِ الْمُعَلَّمَةِ أَكْثَرُ بَرَكَةً وَّأَقْرَبُ إِلَى أَنْ تُعِيْنَ زَوْجَهَا عَلَى دِيْنِهِ۔"

"اجنبیوں، اولاد اور تمام لوگوں کو ادب سکھانا اور تعلیم دینا موجب اجر ہے۔ اس لیے یہ امر باندیوں کے ساتھ مختص نہیں ہے۔ اس لیے اب اجر میں اضافہ صرف دو وجہوں سے ہوگا، وہ ہے باندی کو آزاد کرنا، اور اس سے شادی کرنا، اگر یہ اعتراض ہو کہ اگر اجر میں اضافہ کا سبب صرف یہ دو امر ہیں، تو پھر حدیث میں باندی کو ادب سکھانے اور تعلیم دینے کا ذکر کیوں کیا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ باندی کو ادب سکھانا اور تعلیم دینا اجر کو کامل کرتا ہے۔ کیونکہ جو خاتون ادب سے آراستہ ہو اور تعلیم یافتہ ہو اس سے شادی کرنا زیادہ برکت کا موجب ہے، اور خاوند کے دین میں اس کی مدد کرنے کے زیادہ قریب ہے۔"(۹)

بالخصوص تعلیم کتابت نسواں کے متعلق حدیث:

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ:

"عَنِ الشِّفَاءِ بِنْتِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا عِنْدَ حَفْصَةَ فَقَالَ أَلَا تُعَلِّمِيْنَ هٰذِهِ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِهَا الْكِتَابَةَ۔"

"حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: میرے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے، میں اس وقت حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: کیا تم ان کو پھوڑے کا دم نہیں سکھاؤ گی؟ جس طرح تم نے ان کو کتابت کی تعلیم دی ہے۔"(۱۰)

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۱)، امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۲) اور امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۳) نے بھی روایت کیا ہے۔

۷: سورۃ البقرہ: ۲ :الآیۃ:: ۲۸۲۔

۸: صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ، خزائن العرفان، ص: ۹۷۶، مطبوعہ تاج کمپنی کراچی۔

۹: علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی: ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری، ج: ۲، ص: ۱۱۹، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ۔

۱۰: امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابی داؤد، ج: ۲، ص: ۱۸۶، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ۔

۱۱: امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد، ج: ۶، ص: ۳۷۲، مطبوعہ مکتب علمی بیروت، ۱۳۹۸ھ۔

۱۲: امام ابو بکر احمد بن حسین بیقھی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبری، ج: ۹، ص: ۳۴۹، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان۔

۱۳: امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک، ج: ۴، ص: ۵۶-۵۷، مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ۔

امام حاکم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس حدیث کے روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

"ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ."

یہ حدیث امام بخاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور امام مسلم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔(۱۴)

تعلیم نسواں کے جواز پر فقہاء اسلام کی تصریحات:

مذاہب اربعہ کے علماء، فقہاء اور محدثین نے خواتین کو لکھنا سکھانے کے جواز کی تصریح کی ہے۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، حضرت شفاء بنت عبداللہ کی حدیث کے تحت یہ مسئلہ بیان کرتے ہیں کہ:

"وَفِیْہِ دَلِیْلٌ عَلٰی جَوَازِ تَعْلِیْمِ النِّسَاءِ الْکِتَابَۃَ."

اس حدیث میں عورتوں کو لکھنا سکھانے کے جواز پر دلیل ہے۔(۱۵)

علامہ ابن قیم حنبلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ:

"وَفِی الْحَدِیْثِ دَلِیْلٌ عَلٰی جَوَازِ تَعْلِیْمِ النِّسَاءِ الْکِتَابَۃَ."

اس حدیث میں عورتوں کو لکھنا سکھانے کے جواز پر دلیل ہے۔(۱۶)

علامہ دسوقی مالکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں کہ:

"وَاعْلَمْ أَنَّہُ یَجُوْزُ کِتَابَۃُ الْقُرْاٰنِ فِی الْحَرِیْرِ وَ تَحْلِیَتُہُ بِہٖ وَ یَمْتَنِعُ کِتَابَۃُ الْعِلْمِ وَالسُّنَّۃِ فِیْہِ بِالنِّسْبَۃِ لِلرَّجُلِ وَیَتَّفِقُ عَلَی الْجَوَازِ بِالنِّسْبَۃِ لِلنِّسَاءِ."

"قرآن مجید کو ریشم میں لکھنا جائز ہے اور اس کو ریشم سے مزین کرنا بھی جائز ہے۔ اور حدیث اور علم کو مردوں کے لیے ریشم پر لکھنا جائز نہیں ہے، اور عورتوں کے لکھنے کے جواز پر اتفاق ہے۔

ملا علی قاری حنفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ:

"قَالَ الْخَطَّابِیُّ رحمہ اللہ فِیْہِ دَلِیْلٌ عَلٰی أَنَّ تَعْلِیْمَ النِّسَاءِ الْکِتَابَۃَ غَیْرُ مَکْرُوْہٍ."

علامہ خطابی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا کہ:

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ عورتوں کا لکھنا سیکھنا مکروہ نہیں ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ:

"وازیں حدیث معلوم شود کہ تعلیم کتابت مر نساء را مکروہ نیست۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو لکھنا سکھانا مکروہ نہیں ہے۔

شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ تمرتاشی حنفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں کہ:

"وَ یُکْرَہُ لِلذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی الْکِتَابَۃُ بِالْقَلَمِ الْمُتَّخَذِ مِنَ الذَّھَبِ أَوِ الْفِضَّۃِ أَوْ مِنْ دَوَاۃٍ کَذٰلِکَ."

"مرد اور عورت دونوں کے لیے سونے یا چاندی کے قلم اور سونے یا چاندی کی دوات سے لکھنا مکروہ ہے۔"(۱۷)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ:

"وَیُکْرَہُ أَنْ یُّکْتَبَ بِالْقَلَمِ الْمُتَّخَذِ مِنَ الذَّھَبِ

۱۴: امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک، ج:۴، ص:۵۷، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ۔

۱۵: علامہ عبدالوہاب شعرانی شافعی متوفی ۹۷۳ھ، کشف الغمہ، ج:۱، ص:۲۶۹، مطبوعہ مطبعہ عامر عثمانیہ مصر، ۱۳۰۳ھ۔

۱۶: علامہ ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن قیم حنبلی متوفی ۷۵۱ھ، زاد المعاد علی ھامش الزرقانی، ج:۶، ص:۳۴، بیروت۔

۱۷: شیخ شمس الدین محمد بن عرفہ دسوتی مالکی متوفی ۱۲۱۹ھ، حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر، ج:۱، ص:۱۳، مطبوعہ بیروت۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات، ج:۸، ص:۳۶۴، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، شرح سفر السعادۃ، ص:۴۸، مطبوعہ مطبع منشی نول الکشور لکھنو، ۱۹۰۳ء۔ شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ تمرتاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ، تنویر الابصار علی ھامش رد المختار، ج:۵، ص:۲۷۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول۔

وَالْفِضَّةِ أَوْ مِنْ دَوَاةٍ كَذٰلِكَ وَيَسْتَوِيْ فِيْهِ الذَّكَرُ وَالْأُنْثٰى كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ۔"

"سونے یا چاندی کے بنے ہوئے قلم یا دوات سے لکھنا مکروہ ہے اور اس حکم میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ جیسے سراجیہ میں ہے۔" (۱۸)

اس عبارت کا تقاضہ یہ ہے کہ اگر مرد اور خواتین سونے اور چاندی کے علاوہ کسی اور جنس کے قلم اور دوات سے لکھیں تو پھر ان کا لکھنا مکروہ نہیں ہے۔ کیونکہ کتب فقہ کی عبارات میں مفہوم مخالف بالاتفاق معتبر ہوتا ہے۔

دنیائے اسلام کی نامور لکھنے والی خواتین

عہد رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر آج تک اسلام کے ہر دور میں مسلم خواتین لکھتی رہی ہیں اور صحابہ کرام، تابعین اور سلف صالحین کے تعامل سے بھی خواتین کا لکھنا ثابت ہے۔ ہم سطور ذیل میں اسلام کی چند نامور خواتین کا ذکر کر رہے ہیں، جنھوں نے اپنی کتابت سے اسلام کی عظیم خدمات انجام دی ہیں۔

حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

سنن ابو داؤد کے حوالے سے یہ بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کتابت سکھانے کا حکم دیا۔

حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

سنن ابو داؤد کے حوالے سے یہ بیان ہو چکا ہے کہ یہ کاتبہ تھیں۔

حضرت عائشہ بنت طلحہ قرشیہ تابعیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھانجی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سے خطوں کے جواب لکھواتی تھیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک باب کا عنوان قائم کیا ہے "باب الکتابۃ الی النساء و جوابھن" اس کے تحت وہ روایت کرتے ہیں:

"عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِعَائِشَةَ وَأَنَا فِيْ حِجْرِهَا وَكَانَ النَّاسُ يَأْتُوْنَهَا مِنْ كُلِّ مِصْرٍ فَكَانَ الشُّيُوْخُ يَتَنَابُوْنِيْ لِمَكَانِيْ مِنْهَا وَكَانَ الشَّبَابُ يَتَأَخَّوْنِيْ فَيُهْدُوْنَ إِلَيَّ وَيَكْتُبُوْنَ إِلَيَّ مِنَ الْأَمْصَارِ فَأَقُوْلُ لِعَائِشَةَ: يَا خَالَةُ هٰذَا كِتَابُ فُلَانٍ وَهَدِيَّتُهُ فَتَقُوْلُ لِيْ عَائِشَةُ: أَيْ بُنَيَّةُ فَأَجِيْبِيْهِ وَأَثِيْبِيْهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَكِ ثَوَابٌ أَعْطَيْتُكِ فَقَالَتْ: فَتُعْطِيْنِيْ۔"

"حضرت عائشہ بنت طلحہ بیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کرتی ہیں کہ: میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پرورش میں تھی، ان کے پاس ہر شہر سے لوگ آتے تھے، بوڑھے لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وجہ سے میرے پاس لگا تار آتے تھے۔ اور نوجوان میرے بھائی بن گئے تھے، وہ مجھے ہدیہ دیتے تھے، میں حضرت عائشہ سے کہتی، اے خالہ! یہ فلاں کا خط ہے اور اس کا ہدیہ ہے۔ حضرت عائشہ فرماتیں کہ: "اے بیٹی! خط کا جواب دو، اور ہدیے کے بدلہ ہدیہ دو، اور اگر تمہارے پاس ہدیہ کا بدلہ نہ ہو تو میں تم کو دوں گی پھر حضرت عائشہ مجھے عطا فرماتیں۔" (۱۹)

حضرت شہدہ بنت ابی نصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

یہ عراق کی فاضلہ خاتون تھیں۔

علامہ یافعی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"وَفِيْ سَنَةِ أَرْبَعٍ وَّسَبْعِيْنَ وَخَمْسِ مِائَةٍ تُوُفِّيَتْ مُسْنِدَةُ الْعِرَاقِ شُهْدَةُ بِنْتُ أَبِيْ نَصْرٍ أَحْمَدَ بْنِ الْفَرَجِ الْكَاتِبَةُ الْعَابِدَةُ الصَّالِحَةُ الدِّيْنَوَرِيَّةُ الْأَصْلِ الْبَغْدَادِيَّةُ الْمَوْلِدِ وَالْوَفَاةِ كَانَتْ أَهْلَ كِتَابَةِ الْخَطِّ الْجَيِّدِ وَسَمِعَ عَلَيْهَا خَلْقٌ كَثِيْرٌ۔"

۵۷۴ھ میں عراق کی بہت بڑی عالمہ خاتون شہدہ بنت ابی نصر فوت ہو گئیں۔ یہ کاتبہ تھیں اور نیک اور عبادت گزار تھیں۔ دینور کی

۱۸: ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاویٰ عالم گیری، ج:۵، ص:۳۳۴، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ۔
۱۹: امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، الادب المفرد، ص:۲۸۷، مطبوعہ مطبعہ اثریہ سانگلہ ہل۔

رہنے والی تھیں، ان کی ولادت اور وفات بغداد میں ہوئی، یہ بہت خوش خط لکھتی تھیں، ان سے بہت لوگوں نے علم حاصل کیا۔(۲۰)

حضرت خدیجہ بنت المفتی محمد بن محمود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا:

یہ عالمہ، فاضلہ، محدثہ اور کاتبہ تھیں۔

علامہ یافعی مکی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں کہ:

"وَفِیْ سَنَةِ تِسْعٍ وَّ تِسْعِیْنَ وَ سِتِّ مِائَةٍ تُوُفِّیَتْ خَدِیْجَةُ بِنْتُ یُوْسُفَ (وَخَدِیْجَةُ) بِنْتُ الْمُفْتِیْ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمُوْدٍ أُمُّ مُحَمَّدٍ، رَوَتْ عَنِ ابْنِ الزُّبَیْدِیِّ وَ تُکْنٰی أُمَّةَ الْعِزِّ، رَوَتْ عَنْ طَائِفَةٍ وَ قَرَأَتْ غَیْرَ مُقَدِّمَةٍ فِی النَّحْوِ وَجَوَّدَتِ الْخَطَّ عَلٰی جَمَاعَةٍ وَّ حَجَّتْ وَ تُوُفِّیَتْ فِیْ رَجَبٍ وَّ کَانَتْ عَالِمَةً فَاضِلَةً رَحِمَهَا اللہُ۔"

۶۹۹ھ میں خدیجہ بنت یوسف فوت ہوئیں اور خدیجہ بنت المفتی محمد بن محمود ام محمد فوت ہوئیں، یہ ابن الزبیدی سے حدیث روایت کرتی تھیں، ان کی کنیت امۃ العز تھی، انھوں نے ایک جماعت سے حدیث روایت کی اور نحو کے مقدمہ کے علاوہ بھی پڑھا، انھوں نے ایک جماعت سے خوش نویسی سیکھی، حج کیا اور رجب میں وفات ہوئی، یہ عالمہ فاضلہ تھیں، اللہ ان پر رحم فرمائے۔(۲۱)

حضرت شہدہ بنت الصاحب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا:

یہ عالمہ، فاضلہ، محدثہ اور کاتبہ تھیں۔

علامہ یافعی مکی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں کہ:

"فِیْ سَنَةِ تِسْعٍ وَّ سَبْعِ مِائَةٍ مَّاتَتْ بِحَلَبٍ أَلْمُعَمَّرَةُ شُهْدَةُ بِنْتُ الصَّاحِبِ کَمَالِ الدِّیْنِ عُمَرَ بْنِ الْعَدِیْمِ الْعُقَیْلِیِّ وَلَدَتْ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ لَهَا حُضُوْرٌ وَّ إِجَازَةٌ مِّنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الشُّیُوْخِ وَ کَانَتْ تَکْتُبُ وَ تَحْفَظُ أَشْیَاءَ وَ تَتَزَهَّدُ وَ تَعَبُّدُ وَ ذَکَرَ الذَّهَبِیُّ أَنَّهٗ سَمِعَ مِنْهَا۔"

"۷۰۹ھ میں حلب میں معمرہ شہدہ بنت الصاحب کمال الدین عمر بن عدیم عقیلی فوت ہوگئیں، یہ عاشورہ کے دن پیدا ہوئی تھیں، انھوں نے شیوخ کی ایک جماعت سے سماع کیا، یہ کاتبہ تھیں اور بہت سے علوم کی حافظہ تھیں، اور عابدہ زاہدہ تھیں، علامہ ذہبی نے ذکر کیا ہے کہ انھوں نے بھی ان سے حدیث کا سماع کیا ہے۔"(۲۲)

حضرت فاطمہ بنت علاؤ الدین سمرقندی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا:

یہ عالمہ، فاضلہ، مفتیہ اور کاتبہ تھیں۔

علامہ شامی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ "البدائع و الصنائع" کے تعارف میں لکھتے ہیں کہ:

"هٰذَا الْکِتَابُ جَلِیْلُ الشَّانِ لَمْ أَرَ لَهٗ نَظِیْرًا فِیْ کُتُبِنَا وَ هُوَ لِلْإِمَامِ أَبِیْ بَکْرِ بْنِ مَسْعُوْدِ بْنِ أَحْمَدَ الْکَسَانِیِّ شَرَحَ بِهٖ تُحْفَةَ الْفُقَهَاءِ لِشَیْخِهٖ عَلَاءِ الدِّیْنِ السَّمَرْقَنْدِیِّ فَلَمَّا عَرَضَهٗ عَلَیْهِ زَوَّجَهٗ إِبْنَتَهٗ فَاطِمَةَ بَعْدَ مَا خَطَّبَهَا الْمُلُوْکُ مِنْ أَبِیْهَا فَامْتَنَعَ وَ کَانَتِ الْفَتْوٰی تَخْرُجُ مِنْ دَارِهِمْ وَ عَلَیْهَا خَطُّهَا وَ خَطُّ أَبِیْهَا وَ خَطُّ زَوْجِهَا۔"

"یہ عظیم الشان کتاب ہے، میں نے کتب احناف میں اس کی نظیر نہیں دیکھی، اس کتاب کے مصنف امام ابو بکر بن مسعود کاسانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس کتاب میں اپنے استاذ شیخ علاؤ الدین سمرقندی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی کتاب تحفۃ الفقہاء کی شرح کی ہے، جب انھوں نے یہ کتاب اپنے شیخ پر پیش کی تو انھوں نے اپنی صاحبزادی فاطمہ کا نکاح ان سے کر دیا، حالانکہ اس سے پہلے بادشاہوں نے ان کے نکاح کا پیغام دیا تھا، مگر شیخ سمرقندی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے منظور نہیں کیا تھا، اس زمانے میں ان کے گھر سے فتوی نکلتا تھا، جس پر فاطمہ کے، انکے والد کے اور انکے شوہر کے دستخط ہوتے تھے۔"(۲۳)

۲۰: امام عبد اللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان مکی متوفی ۷۶۸ھ، مرأۃ الجنان، ج: ۳، ص: ۴۰۰، مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی بیروت۔

۲۱: مرأۃ الجنان، ج: ۴، ص: ۲۳۱، مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی بیروت، ۱۳۹۰ھ۔

۲۲: امام عبد اللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان یافعی متوفی ۷۶۸ھ، مرأۃ الجنان، ج: ۳، ص: ۴۰۰، مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی بیروت۔

۲۳: علامہ سید محمد امین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المختار، ج: ۱، ص: ۹۳، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ۔

حضرت خدیجہ بنت محمد بن احمد ابو رجاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

یہ خاتون بھی، بہت اچھی عربی جانتی تھیں اور کاتبہ بھی تھیں۔

ساتویں صدی کے عظیم حنفی محدث علامہ عبد القادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي رِجَاءِ الْقَاضِي الْجُوزَجَانِيُّ قَاضِي نِيشَابُورَ أَنَّ لَهُ إِبْنَةً سَمَّاهَا خَدِيجَةَ عَاشَتْ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ سَنَةٍ وَّ كَانَتْ تُحْسِنُ الْعَرَبِيَّةَ وَالْكِتَابَةَ وَمَاتَتْ سَنَةَ إِثْنَيْنِ وَسَبْعِينَ وَثَلٰثِ مِائَةٍ"۔

"نیشاپور کے قاضی محمد بن احمد ابو رجاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک بیٹی تھیں، جن کا نام خدیجہ تھا، وہ سو سال سے زیادہ زندہ رہیں، وہ عربی کی بہت اچھی عالمہ تھیں، اور بہت اچھی کاتبہ تھیں، یہ تین سو بہتر (۳۷۲ھ) میں فوت ہوئیں۔" (۲۴)

حضرت فاطمہ بنت احمد بن علی الامام مظفر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

انھوں نے اپنے والد سے علم فقہ حاصل کیا، یہ بہت اچھی کاتبہ تھیں۔

علامہ عبد القادر محدث لکھتے ہیں کہ:

"فَاطِمَةُ بِنْتُ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الْإِمَامِ مُظَفَّرِ الدِّيْنِ صَاحِبِ الْبَدَائِعِ فِي أُصُولِ الْفِقْهِ وَ مَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ فِي الْفِقْهِ وَفَاطِمَةُ هٰذِهٖ تَفَقَّهَتْ عَلٰى أَبِيْهَا وَ أَخَذَتْ عَنْهُ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ فِي الْفِقْهِ رَأَيْتُهٗ بِخَطِّهَا وَهُوَ تَعْلِيْقٌ حَسَنٌ رَحِمَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى"۔

اصول فقہ میں "بدائع الصنائع" اور فقہ میں "مجمع البحرین" کے مصنف علامہ احمد بن علی امام مظفر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صاحبزادی فاطمہ، انھوں نے اپنے والد سے فقہ کا علم حاصل کیا۔ اور انھوں نے اس فقہ میں مجمع البحرین کو پڑھا، میں نے ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک حاشیہ دیکھا ہے، جو بہت اچھا ہے۔ (۲۵)

حضرت ست الوزراء بنت محمد بن عبد الکریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

یہ عالمہ، فاضلہ، قاریہ اور کاتبہ تھیں۔

علامہ عبد القادر محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"سِتُّ الْوُزَرَاءِ بِنْتُ عَلَّامَه مُفْتِي الْمُسْلِمِيْنَ عِمَادِ الدِّيْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْكَرِيْمِ بْنِ عُثْمَانَ عُرِفَ بِابْنِ السَّمَاعِ تَقْدِيْمُ مَوْلِدُهَا فِي سَنَةِ تِسْعٍ وَّ خَمْسِيْنَ وَ سِتِّ مِائَةٍ كَتَبَتْ قَرَأَتِ الْقُرْاٰنَ وَ حَفِظَتْ شَيْئًا كَثِيْرًا مِّنْ فِقْهِ أَبِي حَنِيْفَةَ وَتَفَقَّهَتْ عَلٰى وَالِدِهَا مَاتَتْ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ سِتٍّ وَّثَلَاثِيْنَ وَ سَبْعِ مِائَةٍ"۔

"علامہ مفتی المسلمین عماد الدین محمد بن عبد الکریم بن عثمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ابن السماع کے نام سے معروف تھے، ان کی بیٹی ست الوزراء تھیں، یہ ۶۵۹ھ میں پیدا ہوئیں، یہ کاتبہ تھیں، قرآن مجید کی قاریہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اکثر مسائل فقہیہ کی حافظہ تھیں، انھوں نے اپنے والد سے فقہ پڑھی، اور ۷۳۶ھ شوال میں فوت ہوئیں۔" (۲۶)

یہ اسلام کی دس نامور عالمہ خواتین ہیں جو کاتبہ تھیں، نیز بلادِ ماوراء النہر (دریائے آمو کے پار کی اسلامی ریاستیں جو کچھ عرصہ پہلے روسی رکستان میں تھیں اور اب آزاد ہو گئی ہیں۔ مثلاً قازقستان، آذر بائجان، ترکمستان، تاجکستان اور ازبکستان وغیرہ) میں جب علوم شرعیہ کا رواج تھا اور احکام اسلامیہ نافذ تھے، تو جس علمی گھرانے سے فتویٰ نکلتا تھا، اس فتویٰ پر صاحب خانہ اور اس کے گھر کی تمام خواتین کے دستخط ہوتے تھے۔

علامہ عبد القادر محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"هٰذَا كِتَابٌ أَذْكُرُ فِيْهِ مَنْ وَقَعَ لِي مِنَ الْعُلَمَاءِ

۲۴: علامہ محمد عبد القادر محدث حنفی مصری مولود ۶۹۶، الجواہر المضیہ، ج: ۲، ص: ۲۷۷، مطبوعہ مطبع میر محمد کراچی۔

۲۵: علامہ محمد عبد القادر محدث حنفی مصری مولود ۶۹۶، الجواہر المضیہ، ج: ۲، ص: ۲۷۸-۲۷۷، مطبوعہ مطبع میر محمد کراچی۔

۲۶: علامہ محمد عبد القادر محدث حنفی مصری مولود ۶۹۶، الجواہر المضیہ، ج: ۲، ص: ۲۷۷، مطبوعہ مطبع میر محمد کراچی۔

النِّسَاءِ مِنْ أَصْحَابِنَا (إِلٰى قَوْلِهٖ) وَ قَدْ بَلَغَنَا عَنْ بِلَادِ مَاوَرَاءِ النَّهْرِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْبِلَادِ أَنَّ فِي الْغَالِبِ لَا يَخْرُجُ فَتْوٰى مِنْ بَيْتٍ إِلَّا وَ عَلَيْهَا خَطُّ صَاحِبِ الْبَيْتِ وَ إِبْنَتِهٖ وَإِمْرَأَتِهٖ أَوْ أُخْتِهٖ۔"

"اس کتاب میں، میں ان خواتین کا ذکر کروں گا، جو عالمہ تھیں، اور ہم کو یہ معلوم ہوا ہے کہ ماوراء النہر کی ریاستوں اور دیگر اسلامی ریاستوں مین عموماً جس گھر سے فتویٰ صادر ہوتا تھا، اس فتویٰ پر صاحب خانہ اور اسکی بیٹی اور اسکی اہلیہ یا اسکی بہن کے دستخط ہوتے تھے۔"(۲۷)

علامہ عبدالقادر محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۶۹۶ھ میں پیدا ہوئے اور یہ اپنے دور یا اس سے متصل زمانہ کا حال بیان کر رہے ہیں، اس سے واضح ہوا کہ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری تک خواتین میں لکھنے پڑھنے کا عام رواج تھا، اور بالخصوص علماء کی خواتین، دینی علوم حاصل کرتی تھیں اور فتاویٰ صادر کرتی تھیں۔

مانعین تعلیم کتابت نسواں کی روایات پر بحث ونظر:

جو علماء خواتین کو لکھنا سکھانے کو ناجائز کہتے ہیں، ان کا استدلال اس حدیث سے ہے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ:

"حَدَّثَنَا أَبُوْ عَلِيٍّ الْحَافِظُ أَنْبَأَ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الضَّحَّاكِ نَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُنْزِلُوْهُنَّ الْغُرَفَ وَلَا تُعَلِّمُوْهُنَّ الْكِتَابَةَ يَعْنِي النِّسَاءَ وَعَلِّمُوْهُنَّ الْمِغْزَلَ وَ سُوْرَةَ النُّوْرِ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ۔"

"از ابوعلی حافظ محمد بن محمد بن سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ از عبدالوہاب بن ضحاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ از شعیب بن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ از ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ از عروہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ از حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: عورتوں کو بالاخانوں پر نہ ٹھہراو، اور نہ ان کو کتابت سکھاؤ، اور ان کو سوت کاتنا اور سورہ نور سکھاؤ۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت نہیں کیا۔"(۲۸)

امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اس حدیث کو صحیح الاسناد قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ ائمہ رجال نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے کیونکہ اس میں کذاب راوی ہے عبدالوہاب بن ضحاک، علامہ ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

"قُلْتُ بَلْ مَوْضُوْعٌ وَ آفَتُهُ عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ أَبُوْ حَاتِمٍ كَذَّابٌ۔"

میں کہتا ہوں کہ بلکہ یہ حدیث موضوع ہے اور اس کا سبب عبدالوہاب ہے، امام ابوحاتم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ:

"یہ کذاب راوی ہے۔"(۲۹)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، عبدالوہاب بن ضحاک کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"امام ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ: "میں نے اس کو دیکھا یہ حدیثیں وضع کرتا تھا" امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ: "یہ ثقہ نہیں ہے متروک ہے" امام عقیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے، امام دار قطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام بیہقی نے کہا کہ: "یہ متروک ہے" حافظ صالح بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ: "یہ منکر الحدیث ہے اور اس کی حدیثیں جھوٹی ہیں" محمد بن عوف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ: "اس نے بکثرت احادیث موضوعہ بیان کی ہیں" اسماعیل بن عیاش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ: "اس کی احادیث باطل ہیں" امام ابن حبان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ: "اس سے استدلال جائز نہیں

۲۷: علامہ محمد عبدالقادر محدث حنفی مصری مولود ۶۹۶، الجواہر المضیہ، ج:۲، ص:۲۷۷، مطبوعہ مطبع میر محمد کراچی۔

۲۸: امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک، ج:۲، ص:۳۹۶، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ۔

۲۹: علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۸۴۸ھ، تلخیص المستدرک، ج:۲، ص:۳۹۶، مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ۔

''امام حاکم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور امام ابو نعیم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کہا کہ: ''اس نے احادیث موضوعہ روایت کی ہیں۔''(۳۰)

علامہ ابن جوزی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس حدیث کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ عَائِشَةَ: فَأَمَّا حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَأَنْبَأَنَا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ السَّمَرْقَنْدِي أَنْبَأَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ مُسْعِدَةَ أَنْبَأَنَا حَمْزَةُ بْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا حَفْصٌ حَدَّثَنَا عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تُعَلِّمُوا نِسَاءَكُمُ الْكِتَابَةَ، وَلَا تُسْكِنُوهُنَّ الْغُرَفَ الْعَلَالِيَ وَقَالَ: "خَيْرُ لَهْوِ الْمُؤْمِنِ السِّبَاحَةُ وَخَيْرُ لَهْوِ الْمَرْأَةِ لَمِغْزَلٌ" هٰذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ، قَالَ ابْنُ حِبَّانَ رحمه الله: جَعْفَرُ بْنُ حَفْصٍ كَانَ يُحَدِّثُ عَنِ الثِّقَاةِ بِمَا لَمْ يُحَدِّثُوا بِهِ وَ قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ رحمه الله: يُحَدِّثُ عَنِ الثِّقَاةِ بِالْبَوَاطِيلِ، وَلَهُ أَحَادِيثُ مَوْضُوعَاتٌ عَلَيْهِمْ۔

وَأَمَّا حَدِيثُ عَائِشَةَ فَأَنْبَأَنَا أَبُو مَنْصُورِ الْبَزَّازُ أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ ابْنِ ثَابِتٍ أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ لنرسي أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ يَزِيدَ الدَّقَّاقِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو عَبْدِ اللهِ الشَّامِيُّ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "لَا تُسْكِنُوهُنَّ الْغُرَفَ وَلَا تُعَلِّمُوهُنَّ الْكِتَابَةَ وَ عَلِّمُوهُنَّ الْمِغْزَلَ وَ سُورَةَ النُّوْرِ" هٰذَا الْحَدِيثُ لَا يَصِحُّ وَ قَدْ ذَكَرَهُ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَاكِمُ النَّيْسَابُورِيُّ رحمه الله فِي صَحِيحِهِ وَالْعَجَبُ كَيْفَ خَفِيَ عَلَيْهِ أَمْرُهُ قَالَ أَبُو حَاتِمِ بْنُ حِبَّانَ رحمه الله: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الشَّامِيُّ رحمه الله يَضَعُ الْحَدِيثَ عَلَى الشَّامِيِّينَ لَا يَحِلُّ رِوَايَةٌ عَنْهُ إِلَّا عِنْدَ الْإِعْتِبَارِ رَوَى أَحَادِيثَ لَا أُصُولَ لَهَا مِنْ كَلَامِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ لَا يَحِلُّ الْإِحْتِجَاجُ بِهِ۔"

''اس مسئلہ میں حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے دو روایتیں منقول ہیں: ''حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایت یہ ہے: از ابو قاسم بن سمرقندی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، از اسماعیل بن مسعدہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، از حمزہ بن یوسف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، از ابو احمد بن عدی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، از جعفر بن سہل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، از جعفر بن نصر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، از حفص رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، از مجاہد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، از ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ''اپنی عورتوں کو کتابت نہ سکھاؤ اور نہ ان کو بلند منزلوں پر رہنے دو، اور فرمایا کہ: مومن کا بہترین کھیل تیرنا ہے اور عورت کا بہترین کھیل سوت کاتنا ہے''۔ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، امام ابن حبان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کہا کہ: جعفر بن حفص ثقہ لوگوں سے ایسی روایات نقل کرتا ہے جو انھوں نے بیان نہیں کیں، امام ابن عدی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کہا کہ: یہ ثقہ لوگوں سے باطل چیزیں روایت کرتا ہے، اور یہ ان کی طرف موضوع احادیث منسوب کرتا ہے''۔

اور حدیث عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا یہ ہے:

''از ابو منصور بزاز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، از ابو بکر احمد بن علی بن ثابت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، از محمد بن عمر بن عبد اللہ بن ابراہیم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، از یحیی بن زکریا بن یزید دقاق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، از محمد بن ابراہیم ابو عبد اللہ شامی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، از شعیب بن اسحاق دمشقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، از ہشام بن عروہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، از عروہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، از عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا وہ فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''عورتوں کو بالا خانوں میں نہ رہنے دو اور ان کو کتابت سکھاؤ، ان کو سوت کاتنا سکھاؤ اور سورہ نور کی تعلیم دو''۔ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، حالانکہ امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس کا اپنی صحیح میں ذکر نہیں کیا ہے، تعجب ہے ان پر یہ بات کیسے پوشیدہ رہی، امام ابو حاتم بن حبان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کہا محمد بن ابراہیم شامی، شامیوں کی طرف موضوع احادیث منسوب کرتا تھا، اس سے بغیر

۳۰: حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب، ج:۶، ص:۴۴۷، مطبوعہ دائرۃ المعارف ہند۔

اعتبار کے احادیث روایت کرنا جائز نہیں ہے، اس نے ایسی احادیث روایت کی ہیں جن کا رسول اللہ ﷺ کے کلام میں کوئی اصل نہیں ہے اور اس کی احادیث سے استدلال کرنا جائز نہیں ہے۔" (۳۱)

علامہ ابن جوزی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے امام حاکم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی اس روایت پر جو بحث کی ہے، اس پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ سیوطی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں کہ: امام حاکم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس وضاع (محمد بن ابراہیم شامی) کی سند سے اس حدیث کو نہیں روایت کیا کہ ان پر تعجب کیا جائے، بلکہ انھوں نے اس کو جس سند سے روایت کیا ہے اس میں عبدالوہاب بن ضحاک ہے اور اس کو صحیح الاسناد کہا ہے، امام بیہقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس سند کو ذکر کر کے کہا ہے کہ: یہ سند منکر ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اطراف میں اس سند کو ذکر کرنے کے بعد کہا کہ: عبدالوہاب متروک ہے، محمد بن ابراہیم نے اس کی متابعت کی ہے اور امام ابن حبان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کہا ہے کہ: محمد بن ابراہیم وضاع ہے، اس حدیث کو امام سعید بن منصور رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنی سنن میں مجاہد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے روایت کیا ہے اور امام ابن حبان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس کو اپنی کتاب میں حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت کیا ہے، اس سند میں جعفر بن نصر ہے، یہ ثقہ راویوں کی طرف باطل چیزیں منسوب کرتا ہے۔ (۳۲)

خواتین کو لکھنا سکھانے سے منع کرنے کی بعض عبارات پر علماء کا تبصرہ:

ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مذاہب اربعہ کے علماء، فقہاء اور محدثین نے خواتین کو لکھنا سکھانا جائز لکھا ہے، مستند علماء میں سے اس مسئلہ میں ہمارے سامنے صرف شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا اختلاف ہے، اگرچہ ان بزرگوں نے اس مسئلہ میں کوئی شدید نوعیت کا اختلاف نہیں تھا، تاہم ہمارا خیال ہے کہ ان کے سامنے قرآن مجید اور احادیث کے دلائل اور فقہاء اربعہ کی نصوص نہیں تھیں اور نہ ممانعت کی حدیث کا موضوع ہونا ان کے پیش نظر تھا، ورنہ یہ دونوں بزرگ بہت متین ذہین اور فطرت سلیمہ کے حامل تھے، اور ہمارے دل میں ان بزرگوں کا بہت احترام ہے۔

ملا علی قاری رحمہ الباری، حضرت شفاء بنت عبداللہ کی حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ:

علامہ خطابی مالکی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کہا ہے کہ:

"اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ خواتین کو لکھنا سکھانا مکروہ نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ: یہ احتمال ہے کہ متقدمین کے لیے یہ جائز ہو نہ کہ متاخرین کے لیے، کیونکہ اس زمانہ میں عورتوں میں فساد ہے، پھر میں نے دیکھا کہ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ: یہ حکم حضرت حفصہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے ساتھ خاص تھا، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی ازواج کی متعدد خصوصیات ہیں۔"

"قرآن مجید" میں ہے:

"یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ۔"

"اے نبی ﷺ کی ازواج تم عام عورتوں کی مثل نہیں ہو۔" (۳۳)

اور جس حدیث میں لکھنا سکھانے سے منع کیا گیا ہے وہ عام عورتوں پر محمول ہے۔ (۳۴)

الجواب:

میں کہتا ہوں کہ جس حدیث میں خواتین کو لکھنا سکھانے سے منع کیا گیا ہے وہ خارج از بحث ہے کیونکہ وہ موضوع روایت ہے اور ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا یہ کہنا کہ یہ بھی احتمال ہے کہ لکھنا سکھانے کا یہ حکم متقدمین کے لیے ہو، چونکہ یہ احتمال بلا دلیل ہے اس لیے یہ بھی خارج از بحث ہے، کسی چیز کا ناجائز ہونا تو دور کی بات ہے نبی اکرم ﷺ کی صریح ممانعت کے بغیر اس کا مکروہ تنزیہی ہونا بھی ثابت نہیں

۳۱: علامہ ابو الفرج عبد الرحمان بن علی الجوزی متوفی ۵۹۷ھ، کتاب الموضوعات، ج:۲، ص:۲۶۸-۲۶۹، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز، کراچی۔

۳۲: علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، اللآلی المصنوعۃ، ص:۴۰۶-۴۰۷، مطبوعہ مطبعۃ علوی لکھنؤ، ۱۳۰۳ھ۔

۳۳: سورۃ الاحزاب: ۳۳ :الآیۃ: ۳۲۔

۳۴: ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات، ج:۸، ص:۳۶۴، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ۔

ہوتا۔علامہ ابن نجیم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں کہ:

"وَلَا يَلْزَمُ مِنْ تَرْكِ الْمُسْتَحَبِّ ثُبُوتُ الْكَرَاهَةِ إِذْ لَابُدَّ لَهَا مِنْ دَلِيْلٍ خَاصٍ۔"

"مستحب کے ترک سے کراہت کا ثبوت لازم نہیں آتا، کیونکہ کراہت کے ثبوت کے لیے خصوصی دلیل ضروری ہے۔"(۳۵)

علامہ شامی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بھی یہی لکھا ہے کہ:

اور یہ جو کہا گیا ہے کہ لکھنا سکھانا حضرت حفصہ کی خصوصیت تھی، یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ بغیر دلیل کے خصوصیت ثابت نہیں ہوتی۔(۳۶)

علامہ ابن حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں کہ:

"إِنَّ الْخُصُوْصِيَّةَ لَا تَثْبُتُ إِلَّا بِدَلِيْلٍ وَالْأَصْلُ عَدَمُهُ۔"

"بغیر دلیل کے خصوصیت ثابت نہیں ہوتی اور اصل خصوصیت کا نہ ہونا ہے۔"(۳۷)

باقی رہا یہ کہ اس زمانہ میں عورتوں کے فساد کی وجہ سے لکھنا سکھانا منع ہوجائے، اس پر ان شاء اللہ عنقریب مفصل بحث کریں گے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں کہ:

دوسری حدیث میں عورتوں کو لکھنا سکھانے کی ممانعت ہے، اور اس حدیث سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے، ہوسکتا ہے کہ یہ حدیث ممانعت سے پہلے کی ہو، اور بعض نے یہ کہا ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج بعض احکام اور فضائل کے ساتھ مخصوص ہیں اور لکھنے سے منع کرنا عام عورتوں پر محمول ہے کیونکہ فتنہ وہیں متصور ہے ازواج مطہرات میں متصور نہیں ہے۔(۳۸)

پہلی بات تو یہ ہے کہ:

شیخ دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو تعلیم کتابت کی ممانعت پر جزم نہیں ہے وہ احتمالات پر گفتگو کر رہے ہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ممانعت کی حدیث کا موضوع ہونا ان کے سامنے نہیں تھا اس لیے وہ دونوں حدیثوں میں تطبیق کی کوشش کر رہے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ شرح سفر السعادت میں تعلیم کتابت نسواں کو بلا کراہت جائز لکھ چکے ہیں اور وہی صحیح ہے۔

مانعین تعلیم کتابت نسواں کے عقلی شبہات پر بحث ونظر:

خواتین کی تعلیم کے منکرین کہتے ہیں کہ اگر عورتوں نے لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تو وہ پھر اپنے آشناؤں کو خط لکھیں گی اور اپنے عاشقوں کے خطوط پڑھیں گی اور ان کا جواب لکھیں گی، اور اس طرح تعلیم نسواں کی وجہ سے فحاشی اور بے راہ روی پھیلے گی۔ مانعین اور منکرین نے اس پر غور نہیں کیا کہ معاشقہ اور بے راہ روی پھیلانے کا سب سے قوی سبب تو ٹیلی فون ہے جو آج کل ہر خوش حال گھر میں لگا ہوا ہے اور مانعین کے گھروں میں بھی ٹیلی فون ہوتے ہیں اور ٹیلی فون کے ذریعہ عورتیں اپنے آشناؤں سے فوری رابطہ کرسکتی ہیں، ان کا پیغام وصول کرسکتی ہیں اور ان کے پیغام کا فوراً جواب دے سکتی ہیں تو پھر یہ کیوں نہیں کہا جاتا کہ گھروں میں ٹیلی فون لگوانا بھی ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ خط وکتابت کی بہ نسبت ٹیلی فون پیغام رسانی کا بہت قوی اور سریع ذریعہ ہے، جبکہ ٹیلی فون کا استعمال جائز ہے۔

تعلیم نسواں کے جواز اور استحسان پر عقلی دلائل اور حرفِ آخر:

مانعین اور منکرین نے تعلیم نسواں کا صرف تاریک پہلو سامنے رکھا اور اس کا روشن پہلو نہیں دیکھا، آج کل اس مہنگائی، مصروفیت اور مشینی دور میں لوگ روزگار کے حصول اور ملازمت کے سلسلے میں دوسرے شہروں اور دوسرے ملکوں میں چلے جاتے ہیں اور ان کی بیویاں اپنے وطن میں ہوتی ہیں، اور عورتوں کو اپنی ضروریات اور اپنے حالات سے اپنے شوہر کو مطلع کرنا ہوتا ہے، اور بعض ایسی باتیں

۳۵: علامہ زین الدین ابن نجیم مصری حنفی متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق، ج:۸، ص:۳۶۳، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ۔

۳۶: علامہ سید محمد امین عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، ردالمختار، ج:۱، ص:۲۱۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ۔

۳۷: علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری، ج:۱، ص:۲۷۲، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ۔

۳۸: شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات، ج:۳، ص:۶۱۳، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنؤ۔

لکھنی ہوتی ہیں جن کا کسی اجنبی مرد سے لکھوانا شرم وحیا یا مصلحت کے خلاف ہوتا ہے، مثلاً کوئی عورت اپنے شوہر کو بتانا چاہتی ہے کہ اس کا حمل ٹھہر گیا ہے یا حمل ساقط ہو گیا ہے، یا اس کا حیض جاری نہیں ہو رہا یا وہ حیض ونفاس کے سلسلے میں کسی بیماری کا شکار ہو گئی ہے یا طویل جدائی کی وجہ سے اس کے جنسی تقاضے کی طلب بہت شدید ہو گئی ہے، اب اگر اس کو لکھنا نہیں آتا اور وہ کسی مرد سے یہ باتیں لکھوائے تو کیا یہ شرم وحیاء کے خلاف نہیں ہے؟ پھر بتائیے کہ آیا خواتین کو لکھنا سکھانا شرم وحیا کے خلاف ہے یا لکھنا نہ سکھانا شرم وحیا کے خلاف ہے؟ نیز بیوی اور شوہر کے درمیان خاندانی مصلحتوں اور کاروبار کی ضرورتوں کی وجہ سے کچھ راز کی باتیں ہوتی ہیں جن پر دوسروں کا مطلع ہونا ان کے لیے ضرر اور نقصان کا موجب ہوتا ہے، اگر خواتین کا لکھنا پڑھنا غیر مشروع ہوتا اور وہ یہ خطوط دوسروں سے لکھواتیں یا پڑھواتیں تو وہ بہت سنگین خطرات سے دو چار ہو جاتیں۔

بعض اوقات جوانی میں کسی عورت کا شوہر فوت ہو جاتا ہے یا اس کو طلاق دے دیتا ہے اس کو عقد ثانی کے لیے رشتہ نہیں ملتا اور خاندان میں اس کا کوئی کفیل نہیں ہوتا اگر وہ پڑھی لکھی خاتون ہو تو وہ پردے کی حدود وقیود کے ساتھ کوئی باعزت ملازمت کرسکتی ہے جس سے وہ اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال سکتی ہے اور اگر وہ ان پڑھ ہو تو اس کے لیے باعزت طریقے سے اپنی کفالت کرنا بہت مشکل، کٹھن اور اجیرن ہو جائے گا۔

یہ اور اس جیسے اور بہت سے مصائب اور مسائل ہیں جن کے حل کے لیے تعلیم نسواں کی ضرورت ہے اور اسلام دین فطرت ہے، دین یُسر ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے قدم قدم پر انسان کی زندگی کے لیے آسانی اور سہولت رکھی ہے، سلام ہو اس اُمّی نبی پر جس نے اپنی زوجہ مطہرہ کے لیے لکھنا سکھانے کا حکم دیا اور تعلیم نسواں کی اجازت دی اور امتِ مسلمہ کی مشکلات کا حل مہیا کیا، لیکن صد افسوس کہ بعض عسیر المزاج ضدی لوگوں کی زبانیں ارشادِ رسالت کے خلاف تعلیم نسواں کو ناجائز اور حرام کہنے سے نہیں تھکتیں۔

نوٹ:

دورانِ تحریر قبلہ علامہ صاحب کا انتقال ہو گیا، اللہ تعالیٰ علامہ صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین (۳۹)

پروفیسر مولانا مفتی منیب الرحمٰن قدس سرہٗ کا نظریہ:

سوال:

کیا عورت باپردہ ہو کر کوئی شرعی مسئلہ پوچھنے کیلئے مسجد میں جا سکتی ہے جبکہ گھر میں کوئی دینی مسائل نہ جانتا ہو؟

جواب:

"صحابیات نبی کریم ﷺ سے دینی مسائل پوچھنے آتی تھیں۔ لہٰذا خواتین باپردہ ہو کر کسی عالم دین سے شرعی مسئلہ معلوم کرنے کے لئے جاسکتی ہیں۔ ان کیلئے ایک صورت یہ بھی ہے کہ گھر کے کسی مرد کے ذریعے مسئلہ معلوم کرالیں۔ تحریری طور پر بھی معلوم کرسکتی ہیں، آج کل ٹیلی فون کا آسان ذریعہ بھی ہے، ویسے مسلمانوں کے گھر میں دینی مسائل کی آسان اور فہم کتابیں بھی ہونی چاہیں، تاہم پیچیدہ مسائل کیلئے عالم سے رجوع ضروری ہے۔"

اقول:

مسئلہ معلوم کرنا گویا علم حاصل کرنا ہے، لہٰذا مفتی صاحب کے اس جواب سے معلوم ہوا کہ عورت شرعی حدود میں رہ کر تعلیم حاصل کرسکتی ہے۔ (۴۰)

مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نظریہ:

سوال:

السلام علیکم! خواتین سے متعلق جملہ احادیث یا مسائل صحابہ اکرام یا آئمہ اکرام نے زیادہ تر حضرت عائشہ صدیقہ (یعنی کہ عورت سے) سے حاصل کیے۔ اس دور میں یا ان حالات میں اسکی ضرورت تھی کہ ایک عورت ہی ایسے مسائل کی وضاحت کرسکتی ہے اور وہ بھی جو ہمارے نبی ﷺ کے زیادہ قریب رہی۔ موجودہ دور یا حالات میں جبکہ

۳۹: علامہ غلام رسول سعیدی غفرلہ، شرح صحیح مسلم، ج:۷، ص: ۹۶۰-۹۷۳، ناشر: فرید بک سٹال، اردو بازار لاہور، پاکستان۔

۴۰: "تفہیم المسائل" ج:۱، ص:۱۴۳، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور پاکستان۔

مدرسہ، سکول، کالج کے علاوہ متعلقہ کتابیں بھی موجود ہیں، کیا کوئی شخص اپنی بیٹی، بھانجی، بھتیجی، بیوی، کزن یا والدہ کو خواتین سے متعلق جملہ مسائل کا درس یا تعلیمات دے سکتا ہے؟ دراصل آج کل شرم وحیا کے حجاب میں بہت کنارہ کشی کی جارہی ہے۔ خواتین اپنے باپ یا بھائی سے ایسے مسائل پوچھتے ہوئے شرماتی ہیں۔ اگر پوچھ بھی لیں تو کہا جاتا ہے یہ لڑکی بے شرم یا بے حیا ہوگئی ہے۔ اگر باپ یا بھائی خود سے بتائیے تو بھی شرم کا پہلو سامنے آجاتا ہے۔ بہتر تو یہی ہے ماں یا بڑی بہن یا استانی ہی یہ مسائل بتائے۔ مگر پھر بھی میرے سوال کے مطابق پوچھ گوچھ، درس یا تعلیمات کیسے دینی چاہیے؟

جواب:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ."

"حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

مذکورہ بالا حدیث مبارک میں ہر مسلمان کے لیے حصولِ علم فرض قرار دیا گیا ہے۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ ہر مسلمان میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے اور پی ایچ ڈی تک تعلیم حاصل کرے یا تمام دینی علوم اور سائنسی علوم کا ماہر بنے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر مسلمان بنیادی ضروریاتِ زندگی سے نمٹنے کے لیے علم حاصل کرے۔ مسلمان ہونے کے ناطے زندگی میں اس نے نماز پڑھنی ہے تو اس کیلئے وضو، غسل اور تیمم وغیرہ کے بنیادی مسائل جاننا فرض ہے۔

معاملاتِ زندگی کو چلانے کے لیے شادی، نکاح، طلاق اور ازدواجی زندگی کے مسائل کو جاننا لازمی ٹھہرا۔ خواتین کے لیے حیض، نفاس اور استحاضہ سے متعلق معلومات کا ہونا فرض ہے۔ لہٰذا بطورِ مسلم زندگی کے بنیادی مسائل کے بارے میں علم حاصل کرنا فرض ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ علم کیسے حاصل کیا جائے؟ اس کے کئی انداز ہو سکتے ہیں۔ عصری تعلیمی اداروں یعنی سکولز اور کالجز کے نصاب میں بنیادی تعلیمات شامل کی جائیں۔ مساجد اور گھروں میں ایسی ورکشاپس کا اہتمام کیا جائے جس میں ضروری اور بنیادی مسائل سکھائی جائیں۔ گھروں میں خواتین جمع ہو کر نماز تسبیح پڑھتی ہیں یا دیگر مواقع پر محافل کا انعقاد ہوتا ہے وہاں صرف تلاوت ونعت اور ذکر اذکار ہی کافی نہیں، بلکہ کسی عالمہ فاضلہ کو بلا کر بنیادی دینی مسائل کا بیان بھی ضروری ہے۔ رمضان میں تراویح کے بعد یا دیگر مواقع پر اس طرح کے مسائل بیان کیے جائیں۔

اس کے علاوہ آسان اردو میں فقہ کی کتب عام دستیاب ہیں، وہ گھروں میں ہونی چاہئیں تاکہ بچے خود پڑھ سکیں۔ مختلف ویب سائٹس جیسے "فتویٰ آن لائن" سوالات کے جوابات دیتی ہیں ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ والدین کا فریضہ ہے کہ بچوں کی تربیت اس انداز سے کریں کہ بچے زندگی کے مختلف مسائل ان سے پوچھیں اور ان سے سوال کرنے میں جھجک محسوس نہ کریں۔ والدین گھر کا ماحول ایسا بنائیں کہ بچے پیش آمدہ مسائل کا حل والدین سے پوچھ سکیں۔

بقیہ: شرح سلام رضا

مولانا نقی علی خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں:

"جس طرح پہلا اسم یعنی اوّل ایک اسمِ الٰہی کے مظہریت پر دلالت کرتا ہے اس اسم یعنی آخر سے دوسرے اسم کی مظہریت ثابت ہوتی ہے۔ اور ان دونوں کے اجتماع سے ایک معنیٰ عجیب پیدا ہوتے ہیں کہ جس طرح پروردگار سب شئے کو محیط ہے۔ کہ اوّل بھی وہی ہے اور آخر بھی وہی ہے۔ اسی طرح بہ سبب اس کے کہ ایک پرتو اس احاطہ کا اس جناب پر بھی وہ جناب بھی نبوت ورسالت کو محیط ہیں کہ اوّل النبیین بھی وہی ہیں اور آخر النبیین اور خاتم النبیین بھی وہی ہیں۔" (۱۸)

"سرور القلوب بذکر المحبوب" صفحہ: ۲۵۱، شبیر برادرز۔ اُردو بازار لاہور۔

---جاری ہے---

۳۹: علامہ غلام رسول سعیدی غفرلہ، شرح صحیح مسلم، ج: ۷، ص: ۹۷۰-۹۷۳، ناشر: فرید بک سٹال، اردو بازار لاہور، پاکستان۔

۴۰: "تفہیم المسائل" ج: ۱، ص: ۱۴۳، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور پاکستان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہٖ واصحٰبہٖ وبارک وسلم

Monthly
Gujrat - Pakistan
Ahl-e-Sunnat International
Regd. No. CPL 73
www.qadriaashrafia.org
Mob:0333.8403147/0313.9292373

عیدگاہ و جامع مسجد کنز الایمان (زیر تعمیر)

''الجامعۃ الاشرفیۃ'' نیو کیمپس نیک نگر شریف (برلب نہر سارو کی، نیگ نگر روڈ، لنک سرگودھا روڈ، گجرات، پاکستان) کا آغاز مسجد سے کیا گیا ہے۔ صرف مسجد کیلئے ایک ایکڑ جگہ مختص کی گئی ہے، جس میں ساڑھے چار کنال پر مسجد کی تعمیر جاری ہے۔ مسجد کے 16 گنبد اور چار مینار ہونگے۔ ہر مینار 125 فٹ اونچا ہوگا، جبکہ چاروں میناروں میں سیڑھیاں بھی ہونگی۔ مسجد کے تین مرکزی داخلے (Entrances) ہیں۔ مسجد میں 3500 نمازیوں کی گنجائش ہوگی۔ مسجد کی عمارت مضبوطی، وسعت، اور خوبصورتی میں اپنی مثال آپ ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ مسجد کی بنیادوں کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ جس پر دو کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

مسجد تعمیر کے سلسلے میں 2,500,000 روپے کی مقروض ہے

اس پُرشکوہ مسجد کی تعمیر و تکمیل کیلئے 16 کروڑ روپے فوری درکار ہیں

اس مسجد کی تعمیر میں اپنی پاکیزہ کمائی میں سے بیش بہا عطیات دے کر صدقہ جاریہ کا ثواب حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ جنت میں اپنا گھر بنوائیے!

Ph: 053.3525149-0321.6211870-0321.6209101-0324-9763787